اہلسنت والجماعت کی عظیم دینی درسگاہ دارُالعلوم فتحیہ سے جاری کردہ

مجلہ

الفتحیہ

احمد پور شرقیہ بہاولپور

بیاد حضرت علامہ محمد عبد اللہ رحمہ اللہ

سلسلہ اصلاحی نمبر ۸۴

نومبر 2020ء

قیمت فی شمارہ 25 روپے

مضامین

- سلسلہ وار درس قرآن
- محبت نبوی
- عقیدہ ختم نبوت
- آفتاب نبوت کا طلوع
- اللہ کی طرف دھیان
- مولانا ابوالحسن علی ندوی
- حضرت مولانا شیر محمد رحمہ اللہ
- جنت کا دروازہ
- بھائی کی یاد میں
- درد و الم کی داستان

دارُالعلوم فتحیہ نزد امیر حمزہ ٹاؤن گلشن بلال احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور

فکر آخرت پیدا کرنے کیلئے خود رسالہ کا مطالعہ کریں اور دوست احباب کو بھی ہدیہ میں دیں۔

مستقل رسالہ جاری کروانے کیلئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔
0307-4034570

ملک سویٹس

تحصیل بازار نزد غوثیہ مسجد احمد پور شرقیہ

ہماری خاص سوغات خالص دیسی گھی سے تیار...،سوہن حلوہ اور تازہ کھوئے سے تیار شدہ برفی

پروپرائٹرز: اسلم پہلوان، حاجی طارق، ملک شعیب رابطہ 0303-6725892

اُسامہ گولڈ سمتھ

فینسی اور دلکش زیورات کا واحد مرکز، ہمارے ہاں سونے و چاندی کے خوب صورت اور دیدہ زیب زیورات آپ کی پسند کے مطابق تیار کیئے جاتے ہیں، نیز خالص کوکے کی ورائٹی بھی دستیاب ہے

نزد جامع مسجد صرافہ بازار احمد پور شرقیہ پروپرائیٹر: نصیر احمد 03077606518 / 0334-6166470

حاجی کریانہ سٹور

چوک عباسیہ کینٹ روڈ احمد پور شرقیہ

ہمارے ہاں اعلیٰ اقسام کے چاول، دالیں اور کریانہ کی تمام اشیاء ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہیں

پروپرائیٹر:۔ایم قاسم علی بھٹی 0302-8686780 / 0300-6844474

شاہین سٹین لیس سٹیل اینڈ کراکری سٹور

ہمارے ہاں ہر قسم کی کراکری، امپورٹڈ ماربل، ڈنر سیٹ، چینی اور میلا مین، ہارٹ پارٹ، پریشر ککر اور الیکٹرونکس کی تمام وارئٹی دستیاب ہے۔

نزد باٹا شوز کنگن روڈ احمد پور شرقیہ، پروپرائیٹرز: محمد اصغر، ایم ارشد 0333-7660729

ولید آرٹیفیشل جیولری

ہمارے ہاں آرٹیفیشل جیولری، کاسمیٹکس، لیڈیز پرس، انڈر گارمنٹس کی تمام ورائٹی دستیاب ہے۔

نیز جیولری سیٹ آرڈر پر تیار کروائے جاتے ہیں۔

شہزادی مارکیٹ اے پور شرقیہ..... پروپرائٹر: سہیل 0311-5982252

گرین فارمیسی

انگریزی و دیسی ادویات کا مرکز

بالمقابل کلینک ڈاکٹر عادل رانجھا صاحب کچہری روڈ اے پور شرقیہ

0300-5019344....0300-7812664

نیو حماد سلک سینٹر

شہزادی مارکیٹ احمد پور شرقیہ

انڈین ساڑھی، فراک، لہنگا، میکسی۔ نیز تمام لیڈیز فینسی ورائٹی دستیاب ہے

پروپرائٹر: عماد رحیم 0315-241675...0333-6357015

اپنے جائز کاروبار کی تشہیر کے لیے مجلہ الفتحیہ میں اشتہارات دیں۔ اشتہار کے لئے رابطہ 0307-4034570

مجلّہ ''اَلفَتحِیَّہ'' احمد پور شرقیہ

سلسلہ اشاعت نمبر:۸۴...ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بمطابق نومبر 2020ء

بدُعا

حضرت قاری سید عبد العلیم شاہ صاحب، احمد پور شرقیہ

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمٰن صاحب: رئیس دار العلوم مدنیہ بہاولپور۔

حضرت قاری اللہ بخش صاحب: مہتمم دار العلوم فتحیہ، احمد پور شرقیہ۔

زیرِ نگرانی

حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب مدظلہ، حضرت مولانا قاری اللہ نواز صاحب مدظلہ، حضرت مولانا مفتی عبد المجید صاحب مدظلہ۔

مجلسِ ادارت

مدیرِ اعلیٰ: مفتی رب نواز 0307- 4034570

مدیر : مولانا محمد حسن.............................

مجلسِ انتظام

منتظم: قاری محمد اسلم صاحب **ناظم :** مولانا محمد ارشد سنڈھل

مجلسِ مشاورت

اساتذہ دار العلوم فتحیہ: حضرت مولانا محمد یار صاحب، حضرت مولانا محمد الطاف صاحب، حضرت مولانا مفتی زبیر العزیز صاحب، حضرت مولانا محمد طیب صاحب، حضرت مولانا مفتی منور احمد صاحب۔

زرِ تعاون

قیمت: 25 روپے، سالانہ فنڈ ڈاک خرچ سمیت 400 روپے

خط کتابت

مفتی رب نواز، دار العلوم فتحیہ نزد امیر حمزہ ٹاؤن
احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور

میل ایڈریس

monthlyfathia@gmail.com

تحفہ دینے والے اپنا نام لکھیں اور نمائندہ حضرات مہر لگائیں

چند اہم مضامین

مضمون	صفحہ نمبر
اداریہ...ربیع الاول کا پیغام	2
سلسلہ وار درس قرآن	3
تذکرہ انبیاء، فرعون کے سامنے کلمہ حق	5
آفتابِ نبوت کا طلوع	6
یہ آشیانہ کسی شاخ چمن پر بار نہ ہو	10
اللہ کی طرف دھیان	11
جامعہ عباسیہ بہاول پور اور اس سے ملحق ادارے	12
درد و الم کی داستان	14
محبت نبوی	15
عقیدہ ختم نبوت	16
حضرت مولانا عبد الحلیم چشتی	18
حضرت مولانا شیر محمد رحمہ اللہ	22
غیر مقلدین کا علمائے دیوبند کو خراجِ تحسین	30
جنت کا دروازہ	34
بھائی کی یاد میں	36
ذمہ دار کون؟	38
سنت نبوی زندہ کرو	39
طنز...و...مزاح	40
منظوم کلام	41
مختصر مگر پُر اثر	42
تبصرۂ کتب	48

مجلّہ ''الفتحیہ'' ایک اصلاحی مجلّہ ہے، خود پڑھیں اور دوسروں کو بھی ترغیب دیں...ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے کلی اتفاق ضروری نہیں۔

كَلِمَةُ الْفَتحِ

ربیع الاول کا پیغام

مدیر اعلیٰ

ربیع الاول عربی زبان کا لفظ ہے ربیع کا معنی ''بہار'' اور اول کا معنی ''پہلی''۔ ربیع الاول کا معنی ''پہلی بہار'' ہوا۔ بہار جب آتی ہے تو درختوں کے پرانے وخشک پتے گرنے لگتے ہیں اور نئے پتے اُگ آتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ربیع الاول میں پیدا کیا گیا۔اس ماہ میں آپ کی پیدائش سے اشارہ تھا کہ جس طرح بہار آنے سے پرانے پتے گرجاتے ہیں اور نئے پتوں کے اُگنے سے درختوں پر ہریالی آتی ہے، اسی طرح آپ کی آمد اور آپ کے لائے ہوئے دین سے دنیا سے خرافات ختم ہوں گی اور دین کی بہار آئے گی۔اور الحمدللہ آپ کی برکت سے دین کی ایسی بہار آئی کہ قیامت تک آپ کا لایا ہوا دین چمکتا دمکتا رہے گا اور ہر باطل مذہب پر غالب رہے گا، ان شاءاللہ۔

دین کی بہار تو آگئی اب اس بہار سے فائدہ اُٹھانے کا سوچا جائے، اس لیے ربیع الاول کی مناسبت سے چند باتیں عرض کی جاتی ہیں۔

(۱) کچھ لوگ ربیع الاول کے صرف بارہ دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر کرتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات، فضائل، معجزات، غزوات، تبلیغ، معراج، شمائل، خصوصیات، ہجرت، مکی و مدنی زندگی اور شب و روز کے معمولات وغیرہ کا ذکر تو تمام سال ہونا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین کے ہاں چونکہ سارا سال آپ کا ذکرِ خیر ہوتا تھا اس لیے انہیں ربیع الاول کے بارہ دن کو خاص کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر آج کے کچھ لوگ بارہ دن میں آپ کے ذکرِ خیر کو کافی سمجھتے ہیں۔

(۲)....میلاد کا معنی ''پیدائش'' ہے اور سیرت کا ''حالاتِ زندگی'' ہے۔ میلاد جزو ہے اور سیرت آپ کی مکمل زندگی کا نام ہے۔اس لیے جو سیرت کو بیان کرتا ہے وہ آپ کی پوری زندگی کو بیان کرنے کا عزم لیے ہوئے ہوتا ہے۔

(۳) میلاد در پیدائش کا ذکرِ خیر تو کیا جاسکتا ہے مگر اپنایا نہیں جاسکتا مگر سیرت اپنانے کی چیز ہے اس لیے جو چیز اپنانے کی ہے امت کو اس پر عمل کے لیے اُبھارا جائے۔

(۴) میلاد در پیدائش نبوی کا کوئی منکر نہیں جب کہ آپ کی سیرتِ طیبہ کے لاکھوں منکر دنیا میں پائے جاتے ہیں اس لیے سیرت کو بیان کرنے کی ضرورت ہے، ہر صاحبِ استطاعت اس کا پرچار کرے۔

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات اور آپ سے متعلقہ ہر چیز کا تذکرہ کرنا ثواب ہے مگر کامل درجہ کی کامیابی تو آپ کی پیروی میں ہے۔اس لیے آج شدید ضرورت ہے کہ سنتوں کا علم حاصل کیا جائے، ان پر عمل کر کے سب کو سنتوں بھری زندگی گزارنے کی تبلیغ کی جائے۔

(۶) معاشرہ کی کمزوریوں میں سے ایک کمزوری یہ ہے کہ دیکھا دیکھی غیروں کی رسومات قبول کر کے انہیں دین بنا لیا جاتا ہے۔اس لئے ربیع الاول کے مہینہ میں کسی ایسی رسم کو نہ اپنایا جائے جو اسلام کے دَورِ اوّل میں نہ تھی۔

(۷) ربیع الاول کے مہینہ میں نعت خوانی کی محفلیں قائم کی جاتی ہیں مگر اس میں ایک تو یہ خیال رہے کہ نعت کو گانے کی آواز میں نہ پڑھا جائے، دوسرا یہ کہ عورت نعت پڑھنے کے لیے مردوں کے مجمع میں بالخصوص ٹی وی پر نہ آئے۔(رب نواز عفا اللہ عنہ)

اگر الف انار کی جگہ الف انسانیت سکھائی جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔[عبدالحسیب قریشی، ماتلی]

سلسلہ وار...درسِ قرآن

استاذ العلماء حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب دام ظلہ (شیخ الحدیث دار العلوم فتحیہ احمد پور شرقیہ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد قُلْنَا اھْبِطُوْا ...

ترجمہ: ہم نے حکم فرمایا نیچے جاؤ بہشت سے، سب کے سب۔ پھر اگر آوے تمہارے پاس میری طرف سے کسی قسم کی ہدایت (احکام شرعیہ) سو جو شخص پیروی کرے گا میرے اس ہدایت کی تو نہ تو کچھ اندیشہ ہوگا اس پر اور نہ ایسے لوگ غمگین ہوں گے یعنی قیامت کے روز یہ ثمرہ ان کے ملے گا۔ (بیان القرآن: ۲۵)

واضح رہے کہ پہلے بھی اتارنے کا ذکر آچکا ہے مگر بعض کے نزدیک پہلے سے مراد جنت سے آسمان پر اتارنا ہے۔ اس جگہ آسمان سے زمین پر اتارنا مراد ہے۔ (تفسیر سکون دل صفحہ: ۱۳۱)

آیت کریمہ کی مختصر تشریح وتوضیح

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرمانبرداروں کے لیے دو انعام ذکر فرمائے ہیں۔

(۱) لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ (۲) وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

اس جگہ ایک سوال اور خدشہ یہ پیدا ہوتا ہے۔ آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ان پر کوئی خوف نہ ہوگا۔ حالانکہ حدیثوں سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس روز بڑے بڑے مقبول ومقرب لوگ بھی خوف کی کیفیت میں مبتلا ہوں گے تو پھر اس آیت میں خوف کی نفی کا کیا مطلب ہے؟ تو اس کے جواب میں حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یوں نہیں فرمایا کہ وہ خوف ناک (خوف زدہ) نہ ہوں گے تاکہ اس شبہ کی گنجائش ہو بلکہ اس طرح فرمایا ہے کہ ان پر کچھ اندشیہ و خوف نہ ہوگا یعنی ان پر کوئی خوف ناک واقعہ نہ پڑے گا خود اپنے دل میں وہ کتنا ہی ڈرا کریں۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ کسی شخص پر کوئی آفت آنے والی نہیں جس کا اندیشہ ہو اور یہ ہرگز مطلب نہیں ہوتا کہ خود اس کے دل میں خوف طبعی بھی نہیں ہے۔ (بیان القرآن: ۲۵)

جنت سے اترتے وقت حضرت انسان کو یہ بھی سمجھا دیا گیا کہ تم شیطانی وساوس اور اپنی عقل کی اتباع کا انجام رنج والم کی صورت میں دیکھ ہی چکے ہو لہٰذا یاد رکھو کہ اگر میری طرف سے تمہارے پاس کوئی ہدایت آئے تو عقل وخرد اور وساوس کی بجائے اسی پیغام ہدایت کی اتباع کرنا اگر تم نے ایسا کیا تو آنے والے حالات کا خوف بھی نہیں ہوگا اور گذشتہ واقعات پر غم بھی نہیں ہوگا۔ (تسہیل البیان صفحہ: ۹۸)

اوپر والی آیت سے معلوم ہوا کہ رنج وغم سے حقیقی آزادی انہیں لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو وحی الٰہی کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔ (تسہیل البیان: ۹۹)

....

سوالوں کے جواب دیں

۱۔ ولادتِ نبوی ربیع الاول کی کس تاریخ کو ہوئی؟

۲۔ مقام حیات کے مصنف کون ہیں؟

۳۔ فیصل مسجد کس شہر میں ہے؟

شمارہ: ۸۳ میں درج سوالوں کے جوابات

۔ اتمام البرہان کتاب کے مصنف حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر ہیں۔

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی عمر چھ سال تین ماہ تھی۔

۳۔ علمائے دیوبند میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کو "حکیم الامت" جاتا ہے۔

صحیح جواب دینے: رب نواز عمار (بہاول)، بنت ماسٹر ارشاد (جامعہ فتحیہ للبنات)، زوجہ ناصر خان (لیہ)

کچھ دیر حدیث کی مجلس میں

كَشْفُ الصَّحِيفَةِ لِحَلِّ مُسْنَدِ اَبِىْ حَنِيفَةَ

(قسط:۷۳)

رب نواز، احمد پور شرقیہ

اَبُوْحَنِيفَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التُّسْتُرِيِ عَنْ يَحْيٰ بْنِ سَعِيدٍعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍعَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ الْعَبْدُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مِنْهُ شَرًّا وَيَقُوْلُ النَّاسُ فِيْهِ خَيْرًا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمَلَائِكَتِهِ قَدْ قَبِلْتُ شَهَادَاتِ عِبَادِيْ عَلٰى عَبْدِيْ وَغَفَرْتُ عِلْمِيْ (مسند ابوحنیفہ صفحہ:۱۰۰)

ترجمہ: ابوحنیفہ سلیمان بن عبد الرحمٰن الدمشقی سے، وہ محمد بن عبد الرحمٰن تُستری سے، وہ یحی بن سعید سے، وہ عبداللہ بن عامر، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ مر جاتا ہے اور اللہ جانتا ہوتا ہے اس کی برائیوں کو، جب کہ لوگ اس کے متعلق نیک ہونے کی گواہی دے رہے ہوتے ہیں تو اللہ تعالی اپنے فرشتوں سے کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بندوں کی گواہی اپنے بندے کے لیے قبول کر لی اور اپنے علم ہونے کے باوجود میں نے اسے معاف کر دیا۔

فقه الحديث و تشريح الرواية

(۱) سند میں تُسْتُرِیُ ہے۔اس کا ضبط دونوں ت پر پیش ہے مگر دوسری ت پر زبر پڑھنا مشہور ہے۔

(۲) اس حدیث میں مرکزی مسئلہ ایک ہی مذکور ہے کہ جب کوئی بندہ فوت ہو جاتا ہے اگر چہ وہ گناہ گار ہو مگر جب لوگ اسے کے نیک ہونے کا تذکرہ کرتے ہیں تو اللہ اپنے بندوں کی گواہی کی لاج رکھتے ہوئے اس گناہ گار بندہ کو معاف فرما دیتے ہیں۔

(۳) اللہ کے ہاں امت محمدیہ کی گواہی کو اہمیت حاصل ہے۔دوسری حدیث میں ہے کہ آسمان پر اللہ کے گواہ فرشتے اور زمین پر اس کے گواہ تم لوگ ہو۔

(۴) فوت شدہ شخص کا تذکرہ بھلائی سے کرنا چاہیے۔

(۵) لوگوں کی گواہی پر اللہ گناہ گار بندے کو معاف کر دیتے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ گناہ کی وجہ سے مومن دائرہ ایمان سے نہیں نکلتا۔

(۶) یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ گار کو عذاب دینا اللہ پر لازم نہیں۔وہ چاہے تو معاف کر سکتا ہے۔

(۷) گناہ گار کو بخشنا اللہ کا فضل ہے، لہذا افضل والا جس پر فضل کرے کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

(۸) لوگوں کی گواہی پر اللہ معاف کر دیتے ہیں لہذا جس بندے سے گناہ ہو چکے ہوں تو وہ لوگوں کے سامنے ان کا اظہار نہ کرے۔تا کہ وہ اسے نیک خیال کریں اور اس کے مرنے کے بعد اس کے نیک ہونے کی گواہی دیں اور اللہ اس کی وجہ سے معاف کر دیں۔

(۹) پہلے تو کوشش ہو کہ گناہ سے پرہیز کیا جائے۔اگر کوئی شخص گناہ سے باز نہیں آتا تو کم از کم اتنا ضرور کر لے کہ گناہ لوگوں کے سامنے نہ کرے اور جو چھپکے گناہ ہوئے ہوں انہیں ظاہر کرنے کی بجائے بس توبہ کرے۔

(۱۰) لوگوں کو چاہیے کہ خاص کر اعلانیہ گناہوں سے باز آجائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ ان کے بارے میں نیک ہونے کی گواہی نہ دیں۔

(۱۱) لوگوں کی گواہی پر اللہ بندے کو معاف فرما دیتے ہیں مراد اس سے صحیح العقیدہ مسلمان ہیں۔لہذا غیر مسلم کے مرنے پر اگر چہ لوگ اس کی اچھائی بیان کریں تب بھی اس کی معافی نہیں ہوگی۔

(۱۲) حروف جارہ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے رہتے ہیں عَلٰى عَبْدِىْ میں عَلٰى بمعنی لام ہے۔

(۱۳) ''غَفَرْتُ عِلْمِيْ'' میں ''غَفَرْتُ'' کو سَتَرْتُ کے معنی میں بھی لیا گیا ہے یعنی میں نے اس بندے کے متعلق گناہ گار ہونے کے اپنے علم کو پوشیدہ رکھا۔

جس انسان میں ذاتی صفات نہ ہو وہ اپنے لباس سے لے کر مکان تک ہر شے کی تعریف چاہتا ہے۔[عبد الہادی، پسرور)

تذکرہ انبیاء

فرعون کے سامنے کلمۂ حق

منیب کے قلم سے

وَلَا تُعَذِّبْهُمْ اِنَّا قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى۔

(سورۃ طٰہٰ:۴۷،۴۸)

ترجمہ:اور انہیں تکلیفیں نہ پہنچاؤ، ہم تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں اور سلامتی اسی کے لیے ہے جو ہدایت کی پیروی کرے۔ ہم پر یہ وحی نازل کی گئی ہے کہ عذاب اُس کو ہو گا جو (حق کو) جھٹلائے، اور منہ موڑے۔

(آسان ترجمۂ قرآن)

خلاصہ:اللہ نے سیدنا موسیٰ اور سیدنا ہارون علیہما السلام کو فرعون کی طرف تبلیغ کے لیے بھیجا تو انہیں چند ہدایات کیں۔ یہاں ان میں سے بعض ہدایات کا بیان ہے۔

تفسیری فوائد

(۱)''انہیں'' سے مراد بنو اسرائیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ وسیدنا ہارون علیہما السلام سے فرمایا کہ جاؤ فرعون کو سمجھاؤ اور اسے کہو کہ بنو اسرائیل کو غلامی میں رکھنے کی تکلیف نہ دو۔

(۲) ظالم کو ظلم سے باز رہنے کی تبلیغ کرنی چاہیے اگرچہ ظالم شخص وقت کا حکمران ہی کیوں نہ ہو۔

(۳)''ہم تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں'' اس میں ایک تو یہ بتانا مقصود ہے کہ صرف نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ اس پر دلیل رمعجزہ بھی ساتھ لائے ہیں۔

(۴)''تمہارے رب کی طرف سے'' اس میں اشارہ ہے کہ معجزہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے یعنی معجزہ کو ظاہر کرنے کا اختیار اللہ کے پاس ہے۔

(۵) نیز اس میں فرعون کو بھی تنبیہ ہے کہ رب تم نہیں ہو بلکہ کوئی اور ہے جو تیرا بھی رب ہے۔

(۶)''سلامتی اسی کے لیے ہے جو ہدایت کی پیروی کرے۔'' سلامتی سے مراد عذاب سے سلامتی ہے۔

(۷) غیر مسلم کو سلام کرنے کی نوبت آ جائے تو اس طرح ''اَلسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى'' کہا جائے، جس میں پیغام ہے کہ سلامتی کا حق دار وہی ہو گا جو ہدایت کا پیروکار ہے۔

(۸) اُس زمانہ میں ہدایت کی پیروی سیدنا موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی اتباع میں تھی۔

(۹)''ہم پر یہ وحی نازل کی گئی'' وحی نازل کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں

(۱۰)''ہم پر یہ وحی نازل کی گئی'' جملہ میں نبی ہونے کا دعویٰ بھی ہے کہ ہم صاحب وحی یعنی نبی ہیں۔

(۱۱)''عذاب اُس کو ہو گا جو جھٹلائے اور منہ موڑے۔'' عذاب سے مراد قہر والا اور دائمی عذاب ہے۔

(۱۲) ان آیات میں سلامتی کا راستہ ہدایت کی پیروی کرنا، جب کہ عذاب کی راہ حق کو جھٹلانا بتایا۔ مطلب دونوں راستے دکھا دیئے ہیں۔ اب انسان اپنے لئے کس راستے کا انتخاب کرتا ہے یہ اس کا اپنا فیصلہ ہو گا۔

....

اعلان: حضرت مولانا علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمہ اللہ کے حالاتِ زندگی کے حوالے سے مجلّہ صفدر گجرات کی طرف سے ہزار صفحات پر مشتمل خاص نمبر جلد منظر عام پہ آ رہا ہے۔ احمد پور شرقیہ والے اسے حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں 0307-4034570

آمدِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

آفتابِ نبوت کا طلوع

مولانا جمیل الرحمٰن عباسی (بہاول پور)

آفتابِ نبوت کے طلوع سے تھوڑا سا پہلے دنیا کا منظر نامہ کیا تھا؟ اس کا تصور بھی لرزا دینے اور رونگٹے کھڑے کر دینے والا ہے۔ ظلمت ہی ظلمت، اندھیرے ہی اندھیرے، تاریکی ہی تاریکی، ہر سمت کفر و شرک کی سیاہ چادر تنی تھی، ظلم و جبر کے بھیانک طوفان چار سو برپا تھے، بے رحمی اور درندگی ہر طرف رقصاں تھی، بے حیائی کا دیو جوبن پر تھا، مرکزِ توحید خانہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بتوں نے جگہ بنالی تھی، بات بات پر برسوں خون ریزی کا بازار گرم رہتا تھا، آفاقِ عالم میں بت پرستی کا علم لہرا رہا تھا، توحید کا نشان مٹ چکا تھا، جہالت شرق و غرب میں پنجے گاڑھ چکی تھی، خرمنِ امن پر بجلیاں گر رہی تھیں، علم کا نام حرفِ غلط کی طرح مٹ گیا تھا۔

غیرت کے نام پر معصوم بچیوں کا قتلِ عام ہو رہا تھا، اپنی اولاد کو زندہ درگور کر دینے کا ظالمانہ رواج قابلِ فخر گردانا جاتا، انسانیت کا خون پانی سے بھی زیادہ سستا ہو گیا تھا، معمولی بات پر خاندان کے خاندان اور نسلوں کی نسلیں نیست و نابود کر دی جاتیں، خانہ کعبہ کا ننگے طواف کیا جاتا تھا، صنفِ نازک کی عصمتیں سرِ بازار پامال ہو رہی تھیں، ماں، بہن، بیٹی کی عزت چھن چکی تھی، عرب کا معاشرہ سر سے لے کر پاؤں تک ظلمتوں میں گھر چکا تھا، مظلوموں کے شب و روز آگ اور خون کی وادیوں میں بسر ہو رہے تھے، تورات کے نام لیوا اور انجیل کی نسبت رکھنے والے نام نہاد تعلیم یافتگان اپنے مفادات کی زنجیروں میں بری طرح جکڑے ہوئے تھے، حق بات کی پردہ پوشی اور چند ٹکوں کے عوض ضمیر فروشی ان کا شیوہ بن چکا تھا، حرص و ہوس ان کی رگ رگ میں پیوست تھی۔

کچھ اس طرح کا منظر عرب کے باہر دنیا کے باقی خطوں میں بھی اپنا بھیانک چہرہ دکھا رہا تھا، دنیا بھر میں انسانیت کی تذلیل کے جا بجا مظاہرے ہو رہے تھے، کہیں بھی آسمانی تعلیمات کی روشنی دکھائی نہیں دے رہی تھی، چند انسان پوری خلق پر خدا بن کر اجارہ داری کر رہے تھے، غرباء پس کر رہ گئے تھے، آدھی دنیا پر تثلیث کا پھریرا لہرا رہا تھا، دنیا کا بڑا حصہ آگ کے آگے سربسجود تھا، کہیں ستاروں کی پرستش ہو رہی تھی، کہیں جنات کو پوجا جا رہا تھا، کہیں خود تراشیدہ مورتیوں کے سامنے جبینیں خم تھیں، غرض ہر آتشکدہ اور بتکدہ آباد تھا، اگر فقدان تھا تو توحید کا، کمی تھی تو موحدین کی، بقول حفیظ جالندھری

اندھیرا چھا چکا جب ظلم کا دنیائے ہستی پر
ہوا شیطاں مسلط ہر بلندی اور پستی پر
پہاڑوں پر چڑھا شیطاں، زمیں پر اک نظر ڈالی
نظر آئی اسے ہر مملکت ایمان سے خالی
بہت ہی خوش ہوا، نازو تکبر عود کر آیا
ہنسا اور فخر کے کلمے زبانِ نجس پر لایا
کہ میں ہوں، میں ہی میں ہوں، بادشاہ اقصائے عالم کا
مرے قدموں کے نیچے تخت ہے اولادِ آدم کا
زمیں کو چار جانب سے مری ظلمت نے گھیرا ہے
مرے دامن کے نیچے اب اندھیرا ہی اندھیرا ہے

جب گلشنِ عالم مکمل طور پر خزاں رسیدہ ہو گیا، اس میں ایک گل بھی کھلا ہوا نہ رہا، پتہ پتہ اور ڈالی ڈالی بادِ صبا کے ایک جھونکے کو بھی ترسنے لگی، شجر شجر اور بوٹے بوٹے پر مُردنی چھا گئی، صحنِ عالم کفر و شرک کی آندھیوں سے گرد آلود ہو گیا، کرب و ستم کے سیاہ بادل امنڈ امنڈ کر عالم کو محیط ہو گئے تو خداوند تعالیٰ کے اٹل قانون کے

مطابق بطحا کے افق سے آفتابِ ہدایت طلوع ہوا، اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کی کرنوں نے بت پرستی کی تیرگی اور شرک و کفر کی ظلمتوں کے بخیے ادھیڑ دیئے اور ستم ظریفی کی تاریکیاں دم توڑنے لگیں، وادیٔ فاران سے اٹھنے والے ابرِ رحمت نے باغِ عالم کے مردہ پیڑوں کو کچھ اس ادا سے سیراب کرنا شروع کر دیا کہ اس کی ڈالی ڈالی رشک جناں بن گئی، یعنی حضرت سیدہ آمنہ کی گود میں فخر دو عالم، مقصودِ کائنات اور سرتاج دوجہاں نے جنم لیا۔

ہوا عرشِ معلیٰ سے نزولِ رحمتِ باری
تو استقبال کو اٹھی حرم کی چار دیواری
بصد اندازِ یکتائی، بغایت شانِ زیبائی
امیں بن کر امانت آمنہ کی گود میں آئی

ابتدائی تربیت سیدہ حلیمہؓ کے حصہ میں آئی، چھ سال کی عمر میں والدہ داغِ مفارقت دے گئیں، آٹھ سال کے ہوئے تو دادا جان کا سایہ سر سے اٹھ گیا، والد کی رحلت دنیا میں تشریف آوری سے پہلے ہو چکی تھی، زندگی کا بڑا حصہ اپنے چچا ابو طالب کی کفالت میں گزرا، بچپن، لڑکپن، جوانی قابلِ رشک ہی نہیں، لائق تقلید بھی تھی، بابرکت بچپن، معصومانہ ادائیں، دل کو موہ لینے والے انداز و اطوار، پرکشش شکل و صورت، بے داغ جوانی، پاکیزہ شباب، خوش اخلاقی میں اپنی مثال آپ، کمزوروں اور بوڑھوں کی خدمت کے جذبہ سے سرشار، مظلوموں کے ہر ممکن تعاون کے جذبات رگ رگ میں موجزن، سچائی کی وہ شان کہ صادق لقب ٹھہرا، امانت داری کا یہ حال کہ امین کہلائے، چالیس سال کی عمر میں تاجِ نبوت سے سرفراز ہو کر اعلان رسالت کرتے ہیں تو پورا مکہ مخالفت پر تن جاتا ہے مگر کیا مجال کہ پائے استقلال میں ذرا سی لغزش آئے، تیرہ سال تک پوری پامردی سے مکہ مکرمہ میں دشمنانِ توحید کے سامنے سینہ سپر رہے اور پیامِ خداوندی کے فروغ میں شبانہ روز کوشاں رہے، پھر حکمِ خداوندی سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی، متعدد معرکوں میں بے سروسامانی کے باوصف اسلحہ سے لیس دشمنوں سے ٹکراتے رہے۔

اعلانِ نبوت کے بعد 23 سال میں جو زریں اور تابناک کارنامے سرانجام دیئے، تاریخ اس کی مثال لانے سے بے بس ہے اور صبح محشر تک عاجز ہی رہے گی، 23 سال کوئی زیادہ مدت نہیں ہے مگر اس مختصر عرصہ میں دنیا میں وہ انقلاب برپا کیا جس کا تصور بھی محال تھا، تلاوتِ قرآن، تزکیۂ نفوس اور تعلیم کتاب و حکمت کے ذریعے دلوں پر وہ محنت کی کہ عرب کا ماحول ہی پلٹ گیا، عرب کے بدو دنیا بھر کے رہبر ٹھہرے، خود اندھیروں میں ٹھوکریں کھانے والے ہدایت کے دیپ جلانے لگے، ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ایک دوسرے پر جان چھڑکنے کے خوگر بن گئے، توحید کے اجالوں نے آن کی آن میں شرک کی شبِ دیجور کا طلسم توڑ دیا، شمعِ رسالت نے رسومات کا فسون پاش پاش کر دیا، تثلیث کا علم سرنگوں ہو گیا، بے حیائی کی کمر شکستہ ہو گئی، انسانیت کی تذلیل کے زمانے لد گئے، کمزوروں کی بے بسی کے دور بیت گئے، مظلوموں کے پستے رہنے کے دور گزر گئے، زندہ درگور کرنے کی رسمیں زیرِ خاک دفن ہو گئیں، عورت کو اسکا چھنا ہوا مقام مل گیا، بات بات پر خون ریزی کرنے والے اخوت کے پیکر بن گئے، بت پرستی کے رسیا توحید کے علمبردار بن گئے، جہالت کے اندھیروں میں بھٹکنے والے علم کے چراغ بانٹنے لگے

درفشانی نے تری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

بالفاظ مولانا شبیر احمد انصاری ''وہ مصلحِ اعظم و مجسمہ رشد و ہدایت، وہ دنیا کا حقیقی رہبر ایک عرصہ تک قوم کو ضلالت کے گڑھے سے نکال کر نجات کے کنارے پر لاتا رہا اور گمراہی کی خندق سے ہدایت کی بلندی پر چڑھاتا رہا، آخر ہجرت کے گیارہویں سال جب وہ اپنا پیغام ساری دنیا کو پہنچا چکا...... اور

فضائل اعمال کے دفاع میں مفصل کتاب ''فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع'' مفتی رب نواز کی تالیف ہے۔[محمد علی، گھوٹکی]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیار کردہ نفوسِ قدسیہ اس قابل ہو گئے کہ دنیا کے ریفارمروں کو سبق دینے لگیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معبودِ حقیقی کے پاس چلے گئے، صحابہ کرامؓ اور مخلص ساتھیوں نے اپنے آقا و مولی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اختیار کیا، رشد و ہدایت کا علم لے کر اٹھے اور ساری دنیا پر چھا گئے، توحید کی حکومت کا پرچم قیصر کے قصر و کسریٰ کے ایوانوں پر اڑنے لگا، کارتھیج کے کھنڈروں، ایشیاء کے میدانوں، یورپ کے پہاڑوں، سندھ کے ساحلوں، افریقہ کے ریگستانوں اور ہمالیہ کے دشت و جبل میں اللہ اکبر کی صدا گونجنے لگی، بحرِ ظلمات کی لہریں مست ہو گئیں، آوازۂ فتح سے دیوارِ چین ملنے لگی، بحرِ اوقیانوس کی روانی منجمد ہو گئی اور ان کی حیرت انگیز کوششوں، جہاد فی سبیل اللہ اور تعجب خیز کامرانیوں سے خدا کے نام کی منادی جنگل، دریا، پہاڑ، ویرانہ، آبادی، غاروں اور بلند چوٹیوں میں پہنچ گئی، بت خانوں سے صدائے توحید آنے لگی، گرجاؤں سے ھو حق کی آواز بلند ہوئی، آتشکدوں میں خدا کے کلام کی روشنی ہونے لگی، چند بادیہ نشین اور مٹھی بھر انسان اٹھے اور روم و فارس کے دفتر الٹ کر رکھ دیئے اور جو قوت بھی ان سے ٹکرائی پاش پاش ہو کر رہ گئی''۔

لاکھ ستارے ہر طرف ظلمتِ شب جہاں جہاں
ایک طلوعِ آفتاب دشت و چمن سحر سحر

....

تذکرہ صحابہ

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی

جزیرۃ العرب کے جنوب مغرب میں یمن کا علاقہ واقع ہے۔ محلِ وقوع کے لحاظ سے یہاں کی آب و ہوا معتدل نسبتاً گرم ہے۔ یہ علاقہ اگرچہ کوہستان اور ریگستان پر مشتمل ہے، تاہم زمینی پیداوار خوب ہوتی ہے۔ گلہ بانی بھی یہاں کے لوگوں کا پیشہ رہا ہے۔ عربوں کے تجارتی قافلے سردی کے موسم میں اس طرف رخ کرتے تھے، یہاں کے لوگوں کی ایک خاص منقبت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا: ھم ارق افئدۃ و الین قلوبا ۔یعنی وہ بڑے نرم دل ہوتے ہیں، یہاں عہد نبوت ہی میں اسلام پہنچ چکا تھا ۹ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو معلّم اور قاضی بنا کر یمن روانہ فرمایا، اس وقت یمن دو حصوں میں منقسم تھا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمی بھیجے۔ ایک حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ (جو یمنی الاصل تھے) اور دوسرے حضرت معاذ۔ بالائی علاقہ حضرت معاذؓ کے حصہ میں آیا اور زیریں علاقہ حضرت ابو موسیٰؓ اشعری کی عملداری قرار پایا۔ دونوں اپنے اپنے علاقہ میں کام کرتے اور وقتاً فوقتاً آپس میں ملتے رہتے تھے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ روانہ ہونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشایعت (رخصت کرنے) کے لئے مدینہ سے باہر تک تشریف لے گئے۔ حضرت معاذؓ اونٹ پر سوار تھے اور دو جہانوں کے بادشاہ پیدل چل رہے تھے۔ سیدنا معاذؓ جدا ہونے لگے تو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معاذؓ! ممکن ہے تم اب مجھے نہیں مل سکو گے اور شاید تم میری مسجد اور قبر کے پاس سے گزرو گے۔ (اس رازِ دروں کے فاش ہونے پر عاشق صادق پر کیا گزری ہوگی؟) بس گریہ شروع ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر کی طرف رخ فرما لیا اور فرمایا: میرے قریب تر وہ لوگ ہوں گے جو پرہیزگار ہوں گے، وہ جو بھی ہوں، جہاں بھی ہوں۔ (مسند احمد ج۵ ص۲۳۵)

(مولانا جمیل الرحمٰن عباسی کی کتاب ''وہ پروانے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے'' سے حافظ حنظلہ، محلّہ عباسیہ کا انتخاب)

برتن اور ظرف اگر چھوٹا ہو تو زیادہ چیز نہیں سنبھال سکتا چاہے رزق ہو یا عزت۔[ابوذر معاویہ، شہریار]

اُسْوَۃُ حسنۃ

سنت نبوی کے عاملین

جمع وترتیب ابوالحسین

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی دام ظلہ فرماتے ہیں:

''خلاصہ یہ کہ دونوں چیزیں ضروری ہیں۔ایک یہ کہ طریقہ وعمل صحیح ہو یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ہو،اور دوسرا یہ کہ اس میں اخلاص ہو ،جب یہ دونوں چیزیں ہوں گی تو تب اعمال میں وزن پیدا ہوگا اور نیکیوں والا پلڑا جھک جائے گا اور وہ انسان کامیاب ہوجائے گا۔''

(ماہنامہ الخیر: شعبان ۱۴۲۳ھ)

حضرت مولانا مفتی عبدالقادر رحمہ اللہ (کبیروالا) نے مولانا امین اکاڑوی رحمہ اللہ کے متعلق لکھا:

''مولانا مرحوم میں ایک خاص صفت یہ دیکھی کہ آپ ایک خاص سنت کا مظہر بنے رہتے تھے۔حدیث شریف میں آیا ہے...حضور نبی کریم سے بڑھ کر میں تبسم کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔مولانا اکثر ملاقات کے وقت متبسم چہرے سے ملتے اور جتنی دیر ان کے ساتھ رہنا ہوتا ان پر یہ صفت غالب نظر آتی۔''

(الخیر اشاعت خاص بیاد حضرت اکاڑوی صفحہ:۲۷۸)

حضرت مولانا اللہ بخش ملکانوی صاحب لکھتے ہیں:

''اتباع سنت میں ہمہ وقتی ہنستا مسکراتا چہرہ گویا مولانا کی طبیعت اور فطرت ثانیہ بن چکا تھا۔مشکوۃ میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں ولا رانی الا تبسم نبوت کے اس وصف خاص کی پیروی میں مولانا مرحوم اپنا دوسرا کوئی شریک وسہیم نہ رکھتے تھے۔محبوب جان صلی اللہ علیہ وسلم کی ان طبعی اداؤں پر جان چھڑکنے والے مخلصین کا دیگر معمولات نبوی پر عمل کا جو حال ہوگا وہ دیدہ باید''(حوالہ مذکورہ صفحہ:۴۷۵)

مولانا منیر احمد ریحان صاحب نے حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا:

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کامل اور سچی محبت اور دل وجان سے فدائیت جو اکابرین علماء اہلِ السنّت کا طرہ امتیاز ہے۔حضرت استاذی کے لیے ایک نعمت خداوندی کے طور پر آپ کی فطرت میں ازل سے ودیعت کردی گئی تھی۔اور پھر حضرت مدنی کے ساتھ عقیدت ونیازمندی کا تعلق اور نسبت کی وجہ سے تو گویا شعلہ جاں گداز بن گئی تھی۔ظاہر ہے کہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ و الناس اجمعین '' کی روشنی میں ایک مسلمان کے لیے بھی اس محبت نبوی کے بغیر ایمان کی نفی ہے۔پھر اکابرین دیوبند جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے وارث ہیں۔حاملین قرآن ہیں،اور بجا ہے کہ

ہم نے ہر دَور میں تقدیس رسالت کے لیے
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
چھوڑ کر سلسلہ رسمِ سیاست کا فسوں
فقط ایک نام محمد سے محبت کی ہے

چنانچہ حضرت استاذی کی زندگی خاص طور پر حرمین شریفین کی حاضری کا زمانہ اس کیف ومستی وسوزِ دل میں ڈوبا نظر آتا ہے۔جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتے تو انتہائی محبت سے نام نامی یوں لیتے:'' سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم'' اتباع سنت تو زندگی کا مقصد اولین تھا ہی،حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ایک ایک چیز کا بے انتہاء ادب واحترام اور بے حد عشق ومحبت تھی۔''

(سوانح حضرت استاد جی صفحہ:۴۵،۴۶)

تاریخ کے جھروکوں سے

یہ آشیانہ کسی شاخ چمن پہ بار نہ ہو

ابن الحسن عباسی (کراچی)

مولانا ولی رازی صاحب اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:

''دل کی دنیا کے حوالے سے باتیں کرتے ہوئے آج مجھے ایسے ہی ایک بے تاج بادشاہ کی یاد آ گئی جسے بچپن میں راقم الحروف نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا ہے، یہ صاحب کشف و کرامت بزرگ میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع کے استاد حضرت مولانا اصغر حسین شاہ ہیں، جو ''حضرت میاں صاحب'' کے نام سے مشہور تھے۔ حضرت میاں صاحب کے مکان سے کچھ فاصلے پر ایک مسجد تھی جس میں حضرت میاں صاحب نمازیں ادا فرماتے تھے۔ والد صاحب فرماتے تھے کہ مسجد کے راستے میں ایک حویلی نما مکان تھا جس کے دروازے پر نقش و نگار بنے ہوے تھے۔ حضرت میاں صاحب جب شام کے وقت اس دروازے کے سامنے سے گزرتے تھے تو اپنے جوتے اتار لیتے تھے۔ والد صاحب کو اس پر حیرت ہوتی تھی کہ حضرت میاں صاحب ایسا کیوں کرتے ہیں۔ شروع میں پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی تھی۔ آخر ایک روز موقع دیکھ کر والد صاحب نے پوچھ ہی لیا کہ حضرت! اس مکان میں کون رہتا ہے؟ اور آپ کے جوتے اتارنے کا سبب کیا ہے؟ پہلے تو حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ: میاں کیا کرو گے پوچھ کے'' پھر کچھ وقفے کے بعد فرمایا کہ:

''اس مکان میں ایک پیشہ ور رنڈی رہتی ہے، اب اس کی عمر ڈھل چکی ہے۔ لیکن جب یہ جوان تھی تو یہاں لوگوں کا ہجوم روزانہ رہتا تھا، اور اس مکان میں کافی آمد و رفت تھی، اب یہ بے چاری روزانہ شام کو بن سنور کر بیٹھتی ہے اور انتظار کرتی ہے کہ کوئی آئے، سو مجھے خیال آیا کہ شام کو جو لوگ اس کے دروازے سے گذرتے ہوں، ان کی جوتوں کی چاپ سن کر اس کو ایک اُمید پیدا ہوتی ہوگی کہ شاید کوئی اس کے آس آیا اور پھر جب یہ چاپ دُور ہو جاتی ہوگی تو اس کی اُمید ٹوٹتی ہوگی تو میاں! ہم کیوں کسی کی ناجائز اُمید پیدا کرنے اور پھر اس کو توڑنے کا سبب بنیں۔ ہماری پڑوسن ہے۔ اپنی ذات سے اس کو تکلیف دینا صحیح نہیں''

ذرا سوچیے! ان اللہ والوں کی نظر کتنی باریک ہے، کہاں نظر پہنچی؟ پڑوسی کے حقوق کی بات تو سب ہی نے پڑھی ہے، لیکن اس دقت نظر کے ساتھ پڑوسی کے حقوق کا خیال رکھنا صرف اہلِ دل کا حصہ ہے اور واللہ یہ فہم و نظر دل کی صفائی اور ٹیونگ کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔''

ان اللہ والوں کی زندگی صحیح معنوں میں اس شعر کا مصداق تھی۔

تمام عمر اسی احتیاط میں گذری
یہ آشیانہ کسی شاخ چمن پہ بار نہ ہو

....

الفتحیہ کے پرانے شمارے

پرانے الفتحیہ فی شمارہ: دس روپے میں حاصل کر سکتے ہیں۔ البتہ جو حضرات تقسیم کی غرض سے سو یا اس سے زائد شمارے خریدیں گے، انہیں چھ سو روپے فی سینکڑا کے حساب سے دیا جائے گا۔ مگر یاد رہے کہ وہ شمارے متفرق اور بلا ترتیب ہوں گے۔ ادارہ کے اس پیکج سے فائدہ اُٹھائیں، اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لیے ''الفتحیہ'' خرید کر تقسیم کریں۔ (ادارہ)

بندوق سے گولی، منہ سے بات اور مرد کا پیٹ ایک دفعہ نکل جائے تو واپسی ناممکن۔ [زوجہ ہارون علی، بھکر]

وعظ و نصیحت

اللہ کی طرف دھیان

بھٹی کے قلم سے

دین اسلام کی اہم عبادتوں میں سے ایک عبادت ''مراقبہ'' ہے یعنی اللہ کی طرف دھیان رکھنا کہ وہ ہماری ایک ایک حرکت کو دیکھ رہا ہے، ہمارا ہر عمل اس کے سامنے ہے۔

قرآن کریم کی متعدد آیات میں اسی دھیان کا درس ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخۡفٰی عَلَیۡہِ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ (آل عمران:۵)

بلاشبہ اللہ پر زمین کی کوئی چیز مخفی ہے اور نہ ہی آسمان کی۔

اسی طرح فرمایا: **اَلَّذِیۡ یَرٰىکَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیۡنَ** (الشعراء:۲۱۸،۲۱۹)

اللہ وہ ہے جو تجھے دیکھتا ہے جب تو قیام کرتا ہے اور وہ سجدہ کرنے والوں میں آپ کی نقل وحرکت کو دیکھتا ہے۔

یوں بھی فرمایا: **یَعۡلَمُ خَآئِنَۃَ الۡاَعۡیُنِ وَمَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرِ** (غافر:۱۹)

وہ خیانت کرنے والی آنکھوں کو جانتا ہے اور سینوں میں پوشیدہ باتوں کو بھی۔

ایک اور جگہ فرمایا:

وَھُوَ مَعَکُمۡ اَیۡنَ مَا کُنۡتُمۡ (الحدید:۴)

وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ رَبَّکَ لَبِالۡمِرۡصَادِ (الفجر:۱۴)

بلاشبہ تیرا رب تو گھات میں ہے۔

حدیث میں ہے: **اَنۡ تَعۡبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنۡ لَّمۡ تَکُنۡ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ** (مسلم)

اللہ کی عبادت ایسے کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

ارشادِ نبوی ہے: **اِتَّقِ اللّٰہَ حَیۡثُمَا کُنۡتَ** (ترمذی)

تو اللہ سے ڈرتا رہ جہاں کہیں بھی ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

اِحۡفَظِ اللّٰہَ یَحۡفَظۡکَ، اِحۡفَظِ اللّٰہَ تَجِدۡہُ تُجَاھَکَ (ترمذی)

تو اللہ (کے احکام) کی حفاظت کر، اللہ تیری حفاظت کرے گا۔ تو اللہ (کے حقوق) کو یاد رکھ، تو اسے (اپنی حفاظت ومدد کے لیے) اپنے سامنے پائے گا۔

حدیثِ نبوی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَغَارُ وَغَیۡرَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَنۡ یَّاۡتِیَ الۡمَرۡءُ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ (بخاری ومسلم)

اللہ کو بھی غیرت آتی ہے اور یہ غیرت اسے تب آتی ہے جب انسان کسی حرام کام کو کرتا ہے۔

حدیث میں ہے: **اَلۡکَیِّسُ مَنۡ دَانَ نَفۡسَہٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعۡدَ الۡمَوۡتِ** (ترمذی)

عقل مند شخص وہ ہے جو اپنا محاسبہ کرتا رہے اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے عمل کرے۔

تنبیہ: یہ مضمون ریاض الصالحین کی مدد سے لکھا گیا ہے اور حدیثیں بھی اسی سے ماخوذ ہیں۔

....

بیرون شہر والوں کے لیے خوش خبری

ایک رسالہ کا سالانہ فنڈ ڈاک خرچ سمیت ۴۰۰ روپے ہے۔ مگر جو شخص ایک ہی ایڈریس پر پانچ یا زائد رسالے منگوائے اسے فی رسالہ ۳۰۰ روپے میں ملے گا ان شاء اللہ۔ (ادارہ)

سب سے کم تنخواہ علماء کی ہے مگر مولویوں نے تنخواہ بڑھانے کے لیے کبھی ہڑتال نہیں کی۔ [علی اکبر، مرید کے]

جامعہ عباسیہ بہاول پور اور اس سے ملحق مدارس عربیہ

(دوسری اور آخری قسط)

حضرت علامہ محمد عبداللہ رحمہ اللہ (احمد پور شرقیہ)

مولانا محمد صادق صاحب عالم اور عالم زادہ تھے۔ علمی انہماک اُن کے رگ و ریشہ میں سمایا ہوا تھا۔ آپ کا قیام آٹھ سال احمد پور شرقیہ میں رہا۔ اُس وقت کا علوم دینیہ ادارہ کسی جماعت بندی وغیرہ کا پابند نہیں تھا۔ حضرت الاستاذ نے یہاں رہ کر خوب محنت سے کام کیا اور علمی شہرت کے آسمان پر درخشندہ ستارے بن کر چمکے۔

والیٔ ریاست کی تاج پوشی ہوئی تو انہوں نے امورِ ریاست میں گہری دلچسپی لینا شروع کیا۔ یہاں پر کئی ایک اسلامی روایات پہلے سے قائم تھیں۔ نواب صاحب نوعمر تھے، مگر اُن میں کام کا شوق کے ساتھ سلیقہ بھی موجود تھا۔

بیسویں صدی کے ربع ثانی کے آغاز میں دو عظیم کارنامے سرانجام پائے۔ ایک روحانی مسائل کی تکمیل کا ذریعہ تھا دوسرا مادی ضروریات کے انتظام سے متعلق۔ 1925ء میں اِدھر علوم دینیہ کے ساتھ تقاضائے وقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے جدید علوم وفنون کے امتزاج کے تخیل سے ایک یونیورسٹی کا قیام۔ دوسرا ہیڈ پنجند کی تعمیر اور نہر پنجند وعباسیہ کے اجراء سے، بہاول پور سے مغرب کی جانب واقعہ علاقہ ریاست کو سیراب کرنا اور ایگزاروں کو آباد کرنا۔

مدارس دینیہ کا سلسلہ ریاست کے طول وعرض میں پھیلا ہوا تھا۔ تمام مضافاتی ادارے بہاول پور کی مرکزی درس گاہ سے وابستہ اور ملحق تھے۔ مدارس کی تنظیم نو کے سلسلے میں وزارتِ تعلیم بہاول پور کی طرف سے دی گئی ہدایات کے مطابق ''جامعہ عباسیہ'' کا ابتدائی مسودہ حضرت مولانا محمد صادق صاحب نے مرتب فرمایا۔ یہ مسودہ علامہ شبیر بخاری صاحب کے پاس رہا۔ بہرحال منظوری وغیرہ کے مراحل طے ہوجانے کے بعد اگست 1925ء میں وزارت تعلیم بہاول پور سے جامعہ عباسیہ پراسپکٹس جاری ہوا۔ اُس وقت مدارس کی درج ذیل تفصیل کے مطابق درجہ بندی ہوئی۔

۱۔ مدارس تعلیم القرآن۔ حفظ وناظرہ۔ حفظ کا کورس چھ سالہ اور ناظرہ کا سہ سالہ تھا۔ قرآن مجید کے ساتھ مختصراً اردو وغیرہ۔

۲۔ مدارس مؤدب۔ پرائمری کا نصاب سمونے کے ساتھ ساتھ قرآن پاک مکمل اور فارسی کریما تا بوستان کے ساتھ دینیات کی تعلیم۔

۳۔ مدارس رفیق العلماء۔ اس درجہ میں شرح جامی تک عربی کتب کے علاوہ درجہ مڈل تک کی انگریزی، اردو اور ریاضی شامل تھے۔

۴۔ مدارس فاضل۔ اس درجہ میں جلالین شریف اور ہدایہ تک کے دینی نصاب کے علاوہ میٹرک کی انگیریزی شامل تھی۔

یہ الحاق نصاب تعلیم اور سالانہ امتحان کی حد تک تھا۔ انیسویں صدی کے اواخر میں میونسپل ایکٹ کا نفاذ ہوچکا تھا۔ کچھ مدارس میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈ کو دیئے گئے۔ اخراجات کی حد تک اُن سے تعلق تھا، مگر نظم ونسق محکمہ تعلیم کے پاس ہی رہا تا آنکہ قیام پاکستان کے بعد قیام وحدت مغربی پاکستان عمل میں آیا۔

''شیخ الجامعہ'' انتظامی لحاظ سے جامعہ عباسیہ اور ملحقہ مدارس کے سربراہ مقرر ہوئے۔ اولین شیخ الجامعہ کے طور پر بحر العلوم حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی ؒ کا تقرر ہوا۔ آپ کا تعلق رام پور کے علماء سے تھا۔ باطنی نسبت کے سلسلہ میں آپ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب ؒ سے بیعت تھے۔ آپ **بسطةً فی العلم و الجسم** کا مظہر تھے۔ ''درباریت'' سے آپ کو

طبعاً نفرت تھی۔ جامعہ عباسیہ کے قائم ہونے پر حضرت مولانا محمد صادق صاحب احمد پور کے مدرسہ سے جامعہ عباسیہ چلے گئے۔ سرکاری دفاتر کے امور، وزارتِ تعلیم وغیرہ سے آمدورفت اُن کے سپرد ہوئی۔

مُرورِ زمانہ کے ساتھ بہاول پور کی وزارت تعلیم میں انقلاب آیا اور پھر دو واقعے اس قسم کے پیش آئے کہ "جامعہ عباسیہ" سے سرکاری توجہات کم ہو گئیں۔ اگر چہ تھوڑا عرصہ بعد تلافی کی صورت پیدا ہوئی، تاہم وہ بات نہ رہی۔ اور بعد میں کچھ ایسے حالات پیدا ہوئے کہ اللہ کی غیرت نے زیادہ عرصہ کے لیے جامعہ کو برداشت نہ کیا۔

جامعہ عباسیہ کے قیام اور مدارس کی تنظیم نو پر حضرت مولانا محمد صادق صاحبؒ بہاول پور چلے تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا واحد بخش صاحبؒ (غالباً خیر پور ٹامیوالی) تبدیل ہو کر احمد پور آئے۔ آپ حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے تلامذہ میں سے تھے۔ سرکاری طور پر احمد پور شرقیہ کا مدرسہ "رفیق العلماء" کے درجہ تک منظور ہوا۔ علماء کرام اپنے طور پر طلبہ کو اوپر کی کتابیں پڑھاتے تھے۔ 1948ء میں حضرت مولانا واحد بخش صاحب کی ریٹائرمنٹ کے آرڈر ز ہوئے۔ اُدھر 44ء سے مضافاتی مدارس کا نظم ونسق "شیخ الجامعہ" سے محکمۂ تعلیم کو چلا گیا۔ علامہ ارشد مرحوم پہلے انسپکٹر مدارس عربیہ مقرر ہوئے۔ ریاست بہاول پور کے "اسلامی مزاج" کے پیش نظر یہاں عام سکولوں میں پڑھائے جانے والے نصاب دینیات کی دیکھ بھال کے لیے "انسپکٹر دینیات" کا منصب الگ تھا۔ بعد میں یہ اسامی انسپکٹر "مدارس عربیہ" میں مدغم ہو گئی۔

مولانا واحد بخش صاحب کی ریٹائرمنٹ کے بعد اُن کی re.akpwmtmemt کے لیے سعی کی گئی۔ اور آپ 1957ء تک صدر مدرس کے منصب پر فائز رہے۔ اُس کے بعد بھی آپ کی آمدورفت اور تدریس کا سلسلہ حسبۃً للہ قائم رہا۔ تا آنکہ مرض الوفات نے چلنا پھرنا دشوار کر دیا۔

راقم السطور 48ء میں بطور مدرس مدرسہ رفیق العلماء احمد پور شرقیہ میں تعینات ہوا۔ اواخر 50ء میں احقر نے ادارے کو درجاتی ترقیاتی دلوانے کے لیے سعی کی، جو بحمد اللہ کامیاب رہی، لیکن ادارہ کے اخراجات بلدیہ احمد پور ادا کرتی تھی اور اُس نے مزید عملہ دینے سے انکار کر دیا۔ اُس وقت سرکاری طور پر ریاست میں تین "مدارس فاضل" منظور شدہ تھے۔ خیر پور ٹامے والی، احمد پور شرقیہ اور گمانی۔

1955ء میں قیام وحدت مغربی پاکستان پر اولا جامعہ بہاول پور کے خلاف حکام بالا کی پچنت ڈیز شروع ہوئی۔ یہ لوگ دین کے کون سے خیر خواہ تھے کہ علوم دینیہ کے اداروں کی بہتری سوچتے؟ نتیجہ یہ نکلا کہ 63ء میں "جامعہ عباسیہ" کی بجائے جامعہ اسلامیہ اور پھر اسلامیہ یونیورسٹی وجود میں آئی۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ آغاز میں جامعہ اسلامیہ میں جو نصاب تعلیم رائج کیا گیا، وہ علوم دینیہ اور فنون عصریہ دونوں کا مجموعہ تھا، لیکن قطعی ناقابلِ عمل۔ نتیجہ جو کچھ نکلا سامنے ہے۔

جامعہ اسلامیہ کے قیام کے ساتھ حدود ریاست میں واقعہ مدارس فاضل اور رفیق العلماء وغیرہ کا مسئلہ اُٹھ کھڑا ہوا، تاہم بڑے مشوروں اور میٹنگوں کے بعد طے پایا کہ مدارس فاضل بحیثیت ہائی سکول اور مدارس رفیق العلماء مڈل سکول جامعہ اسلامیہ سے ملحق کر دیئے جائیں۔ چنانچہ کئی سال تک اس پر عمل در آمد رہا۔ بعد ازاں جامعہ کے tull.fledgeel uwnwrrity بن جانے پر راقم السطور کا تقرر بطور ہیڈ ماسٹر فاضل H/s اور اواخر 71ء میں ہوا۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ

در مجسلِ وصالش خُم ھا کشیدہ مرداں
چو دسور خسرو آمد، نے در سبو نماندہ

درد و اَلَم کی داستان

حافظ عبدالجبار سیال صاحب (لاہور)

یہ موسم بہار کی ایک صبح تھی۔ سویرے سویرے میں نہر کے کنارے چلا جا رہا تھا۔ ایک بوڑھی اماں وہاں بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔ پہلے پہل تو میں نے کوئی توجہ نہ دی۔ دُور جا کر میرے چلتے پاؤں رُک گئے۔ میں نے سوچا اماں کی خبر لینی چاہیے۔ شاید یہ دکھیاری میری مدد کی مستحق ہو۔ میں قریب آیا وہ تو جیسے کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ آنسوؤں کی لڑیاں تھیں جو ٹوٹ ٹوٹ کر اس کی آنکھوں سے گر رہی تھیں۔

''اماں کیوں رو رہی ہو صبح صبح؟'' میں نے پوچھا۔

''بس پتر قسمت کی ماری ہوئی ہوں۔ مجھے تو برسوں ہو گئے روتے ہوئے۔ مر جاؤں گی تو سکون آئے گا۔''

''لیکن کیوں؟ کیا ہوا آپ کی قسمت کو؟''

اماں نے میرے سوال پر ایک تصویر نکالی اور میرے سامنے رکھ دی۔ تصویر ایک بچے کی تھی جس کی عمر قریباً دس سے بارہ سال ہو گی۔ دھندلی سی پرانی تصویر، خوب صورت مسکراتا بچہ۔

اچھا! میں اپنی سوچ کے مطابق یہ سمجھا کہ شاید اماں کا یہ بیٹا کہیں جوانی میں فوت ہو گیا ہے اور یہ اس کے غم میں آنسو بہا رہی ہے۔ میں اسے تسلی دینے لگا:

''پریشان مت ہو اماں! ہمیں اپنے رب کی رضا پر راضی رہنا چاہیے۔ آپ کا بیٹا آپ کے پاس رب کی امانت تھا۔ اس نے اپنی امانت واپس لے لی۔ اس فانی دنیا سے جانا تو ہر ایک کو ہے۔'' میرا دلاسہ ابھی جاری تھا کہ اماں درمیان میں بول پڑیں۔

''پتر تو میرا مسئلہ ہی نہیں سمجھا۔ میرا بیٹا فوت ہو جاتا تو میں کبھی آنسو نہ بہاتی۔ امانت والا اپنی امانت واپس لے لے تو شکوہ کیسا؟

''تب کیا ہوا اسے؟؟'' قریب رکھے پتھر پر بیٹھے ہوئے میں نے پوچھا۔

''بچے میرا بیٹا تو ظالموں کے ہاتھ چڑھ گیا۔ دس سال کا تھا جب ظالم لوگ اسے پکڑ کے لے گئے۔ پھر اس کے بعد اس کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔ وہ کدھر ہے، زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ اب اسے گئے دس سال بیت گئے ہیں۔ سوچتی ہوں کھاتا پیتا کہاں سے ہوگا۔ اسے اپنی ماں تو یاد آتی ہوگی، باپ کی شفقت کو بھی ترستا ہوگا، بہن کا ہاتھ پکڑ کر سکول جاتا تھا وہ بہن بھی اسے کہیں دکھائی نہیں دیتی ہوگی، اسے اپنے گھر کی یاد آتی ہوگی، کتنی عیدیں آ کر گزر گئیں مگر وہ اپنوں کے گلے نہ مل سکا۔ اچھے کپڑوں اور اچھے جوتوں کے لیے اس کے معصوم دل میں کتنے ارمان ہوں گے۔ وہ میرا لخت جگر ہے، کیسے بھلا پاؤں۔ اس اُمید پر دَر کھول کے رکھتی ہوں کہ شاید وہ آ جائے۔

ایک بار پھر اماں اپنے ضبط کے تمام بندھن توڑ بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھیں ساون بھادوں برسانے لگیں۔ میں ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں تسلی دینے لگا۔

''اماں جی! صبر کر تیرا بیٹا جہاں بھی ہوگا، خیر سے ہوگا۔۔۔اب تو وہ جوان ہو گیا گا، اپنی گزر اوقات اچھی کر رہا ہوگا۔ رب نے چاہا تو وہ ایک دن ضرور لوٹ کر آئے گا ان شاء اللہ۔''

اماں کو دلاسہ دیتے دیتے میں خود جذباتی ہو گیا۔ آنکھوں سے اُمڈتے آنسو پونچھ کر میں اُٹھ کھڑا ہوا۔ اچانک میرے دماغ کے کسی گوشے میں یہ سوچ ابھرنے لگی۔ اماں کا بیٹا! بیٹا ہی تھا نا! اگر وہ بیٹی ہوتی تو۔۔۔میں لرز گیا۔ دل سے بے اختیار آہ نکل گئی۔ میرا درد بڑھنے لگا۔ میری سوچ آج سے کئی سال پیچھے چلی گئی۔ جب قوم کی بیٹی عافیہ کو ڈالروں کے عوض بیچ دیا گیا۔۔۔۔

وہ بچہ بھی یتیم کی طرح ہے جس کے والدین اس کی تربیت نہیں کرتے۔ [احمد علی انجم، سانگھڑ]

بہ سلسلہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

محبتِ نبوی

انتخاب: مولانا بشیر، جامعہ آمنہ للبنات

مسلمان جتنے بھی عمل سے عاری ہوں لیکن ایک بات یقینی ہے کہ ان کے دلوں میں محبتِ رسول موجزن ہے حضور سرورِ کائنات ، وجہ تخلیقِ کائنات ، فخر موجودات، محبوب رب الارض والسمٰوات، ساقی حوضِ کوثر، مدینہ کے تاجدار، آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہٖ اصحابہٖ وبارک وسلم کے ساتھ مسلمان کو جو محبت ہے وہ صرف اس لیے نہیں کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم روزِ محشر ہماری شفاعت فرمائیں گے، یا ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے دعائیں کیں گو کہ یہ حقیقت ہے کہ روزِ محشر مسلمان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات ہی کا آسرا ہے کسی کو اپنے اعمال صالحہ پر بھروسہ نہیں لیکن اگر بالفرض محال یہ وجوہات نہ بھی ہوتی تو بھی مسلمانوں کے دلوں میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اسی طرح موجزن رہتی تھی جیسی کہ اب ہے اور رہے گی آپ دور نہ جایئے اور کسی عالم فاضل کی جانب مت دیکھئے بلکہ ایک شراب کا رسیا شخص اور گناہوں کی دَلدَل میں دھنسا ہوا لیکن اُس کے دل میں محبت رسول کس قدر ہے یہ دیکھ لیجئے کہ کمیونسٹ طلباء کا ایک گروپ آتا ہے اور ساتھ شراب کی بوتل بھی لاتا ہے جب وہ شخص شراب کے چند پیک پی لیتا ہے تو ازراہِ شرارت کہہ لیجئے یا امتحان ..؟ ایک کیمونسٹ طالب پوچھتا ہے کہ جناب یہ بتایئے کہ محمدؐ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے وہ شراب کا رسیا تڑپ جاتا ہے اور اس انداز پہ گویا کہ اس کا سارا نشہ رفو ہو جاتا ہے اور شراب کی بوتل اٹھا کر اس کے سر میں دے مارتا ہے اس کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے ہوتے ہیں تھرتھراتی زبان اور ٹوٹے لفظوں سے گویا ہوتا ہے کہ تم نے کیا سمجھا کہ اختر شیرانی کو شراب پلا کر اُس کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بے ادبی سے لوگے تو وہ نشے میں برداشت کر جائے گا جی ہاں یہ واقعہ پاکستان کے شاعر جناب محترم اختر شیرانی کا ہے۔ اس واقعہ سے آپ جان سکتے ہیں کہ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازیبا الفاظ ناممکن ہے کیوں آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کا الفت ومودت کا تعلق ہے۔

محبت دلی تعلق اور اس کے میلان کو کہتے ہیں لغت میں اس کی کافی تفصیلات بیان ہوئی ہیں۔ امام نوویؒ محبت کی تفصیلات پر کلام کرنے کے بعد محبتِ نبویؐ کے بارے میں گفتگو کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ محبت اصل میں میلان کو کہتے ہیں، یہ کئی وجوہ سے ہوتا ہے کبھی حسن صورت اور حسن صوت وغیرہ سبب بنتا ہے جسے انسان پسند کرتا ہے اور اس سے لطف اٹھاتا ہے کبھی عقلی طور پر وہ کسی کو پسند کرتا ہے اور اس سے لطف اندوز ہوتا ہے مثلاً اچھے لوگ، علماء اور فضلا کی محبت اس نوعیت کی ہے اور کبھی محبت کا سبب اس شخص کا کوئی احسان ہوتا ہے جس سے محبت ہوگئی ہے، یا اس کی وجہ سے انسان کسی نقصان اور تکلیف سے محفوظ ہو جاتا ہے یہ بھی اس سے محبت کا ایک سبب بن جاتا ہے یہ تمام اسباب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری وباطنی ہر اعتبار سے حسن وجمال کے کامل مظہر ہیں ہر طرح کے فضائل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں جمع ہیں اور پوری امت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احسان مند ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے سبب اسے سیدھے راستے کی ہدایت نصیب ہوئی ہے جنت کی ہمیشہ کی نعمتیں عطا ہوئی ہیں اور جہنم کے ہمیشہ رہنے والے عذاب سے چھٹکارا نصیب ہوا ہے۔ (شرح صحیح مسلم: ۲/۱۴)

(انتخاب، از "شعور دین")

جو اپنے راز کی خود حفاظت نہیں کر سکتا وہ دوسرے سے حفاظت کی توقع کیسے رکھتا ہے۔ [حافظ محمد اختر، یزمان]

تعلیم عقائد

عقیدہ ختم نبوت

مولانا عبدالمنان معاویہ (الہ آباد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ورسول ہونا کوئی امت مسلمہ کا گھڑا ہوا عقیدہ نہیں ہے یا صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں یہ عقیدہ نہیں بنایا گیا بلکہ قرآن کریم کی ایک سو کے قریب آیات الٰہیہ یہ اعلان کرتیں ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی ورسول نہیں آئے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے کہ:۔

ماکانَ محمّدٌ ابآ احدٍ مّن رّجالکم ولٰکن رّسول اللّٰہ وخاتم النّبیّن ط وکان اللّٰہ بکلّ شیءٍ علیمًا ۔(سورت الاحزاب:۴۰)

(مسلمانو) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں ،لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں اور اللہ ہر بات کو خوب جاننے والا ہے۔

(آسان ترجمہ قرآن ..از.. مفتی تقی عثمانی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو انبیاء اور رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے تھے وہ خاص قوم کے لیے اور محدود وقت کے لیے تشریف لایا کرتے تھے خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک تمام جنات اور تمام انسانوں اور تمام قوموں اور قبیلوں اور تمام زمانوں اور تمام دو کانوں کے لیے بسنے والوں کے لیے رسول ہیں اور نبی ہیں۔

لہٰذا خاتم النبیین فرمانے سے آپؐ کے خاتم الرسلؐ ہونے کا بھی اعلان ہوگیا سورۃ سبا میں فرمایا:’’اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کے لیے بشیر ونذیر بنا کر لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے‘‘۔

خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر وصفِ نبوت سے متصف ہونا یعنی نبوتِ جدیدہ سے سرفراز کیا جانا ختم ہوگیا اور سلسلہ نبوت آپؐ کی ذات پر منقطع ہوگیا ان نبوت جدیدہ سے کوئی شخص بھی متصف نہیں ہوگا۔

(تفسیر انوار البیان:۴/۴۱۴،۴۱۳)

مفسر ابن کثیرؒ بہت سی احادیث نقل کرنے کے بعد اپنی تفسیر جلد:۳،صفحہ:۴۹۴ پر لکھتے ہیں کہ:’’یہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی طرف بھیجا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ختم نبوت بھی اور آپؐ پر دین حنیف کی تکمیل بھی بندوں پر رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث میں جو کہ متواتر ہیں خبر دیدی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے تا کہ سب پر واضح ہو جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو اس مقام کا دعوٰی کرے گا وہ مکار، دجال، جھوٹا ہے خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے اگر وہ جادوگریوں کے کرشمے دکھائے جو بھی طلسم ونیرنگیاں دکھائے یہ سب عقل مندوں کے نزدیک بےکار وگمراہی ہیں‘‘

(ایضاً)

آخری سطر کی عربی عبارت یہ ہے:’’**لیعلموآ ان کل من ادعی ھٰذا المقام بعدہ فھو کذاب افاک دجال ضال مضل ولو تحرق وشعبدواتی بانواع السحر والطلاسم النیرنجیات فکلھا محال وضلال عند اولی الالباب**‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم نبوت سے سرفراز

فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ انعامات و اعزازات کی تکمیل فرمادی گئی اب سفر رسالت ونبوت مکمل ہوگیا فلسفہ ختم نبوت کی ایک تمثیل کے ساتھ وضاحت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد میں خود ہی فرمادی، حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''میری اور مجھ سے پہلے (گزرے ہوئے) انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک گھر بنایا ہو اور اس میں ہر طرح کا حسن وخوبصورتی پیدا کی ہو لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹ گئی ہو، اب تمام لوگ آتے ہیں اور مکان کو چاروں طرف سے گھوم پھر کر دیکھتے ہیں اور حیرت زدہ رہ جاتے ہیں لیکن یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی ..؟ تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں''

(بخاری:۱۸۳/۲)

حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا''۔ (ترمذی: ۹۳/۴، ابوداوٗد :۶/۴، ۷،ابن ماجہ، باب ما یکون من الفتن)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ختم بی النبیون'' نبیوں کا سلسلہ مجھ پر ختم کردیا گیا''۔ (مسلم:۳۰۳/۱، ترمذی:۱۹۶/۳، ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، ششماہی السیرۃ، بابت فروری ۲۰۱۲ء:۱۰)

آیئے قرآن کریم کی ایک اور شہادت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ملاحظہ فرمایئے:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینًا۔

(سورت المائدہ:۳)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کردیا تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر (ہمیشہ کے لیے) پسند کرلیا (لہٰذا اس دین کے احکام کی پوری پابندی کرو)

(آسان ترجمہ قرآن..از..مفتی تقی عثمانی)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کو آگاہ کیا کہ ان کے لیے ایمان مکمل کردیا گیا اب تم اس کی زیادتی کے کبھی محتاج نہیں اللہ تعالیٰ نے اسے مکمل کردیا اب اس میں کمی واقع نہیں کی جائے گی اللہ اس پر راضی ہے اب اس پر ناراض نہیں ہوگا۔

(تفسیر در منثور:۲۰۵/۲۷)

درج بالا روایت سے واضح معلوم ہوا کہ اب اللہ تبارک وتعالیٰ کی نزدیک قیامت تک دین اسلام ہی قابل عمل وقبول رہے گے اگر کوئی شخص دین اسلام میں کمی یا بیشی کا مرتکب ہوگا تو اس کی کمی یا بیشی سے دین اسلام کو تو نقصان نہیں پہنچے گا ہاں وہ خود اپنے عمل کی مردود ہوجائے گا کیونکہ اکملیتِ دین اسلام کا فرمان اُس ذات کریمی کا ہے جو ماضی وحال و مستقبل کو جانتی ہے جس سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے جو عالم الغیب ہے اسے معلوم تھا کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو کن مسائل سے واسطہ پڑنا ہے کونسے جدید مسائل اس امت کے سامنے آئیں گے اس لیے اس نے ایسے قوانین بنادیئے جن کی روشنی میں جدید سے جدید مسئلہ بھی علماء دین کے سامنے لاینحل نہیں ہوتا کہ وہ قرآن کریم اور احادیث نبویہؐ کے اصول وقواعد کی روشنی میں جدید مسائل کا حل پیش نہ کرسکیں یہ کمال علماء دین کا ذاتی نہیں بلکہ یہ وہی بات ہے جو ہم اوپر درج کرآئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر ختم نبوت کا تاج رکھ کر اپنے بندوں پر احسان فرمایا۔

وہ شخص کتنا نقصان والا ہے جو دوسرے کی دنیا کے لیے اپنی آخرت خراب کررہا ہے۔[ام نصیر ہاشمی، بورے والا]

یادِ رفتگاں

حضرت مولانا عبد الحلیم چشتی رحمہ اللہ

مولانا یعیش معاویہ صاحب

مختصر تعارف

ولادت جے پور انڈیا میں ۱۶/اپریل ۱۹۲۹ء کو۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ تعلیم جے پور راجستھان میں حاصل کی۔ درس نظامی کے آخر پانچ سال دار العلوم دیوبند میں پڑھا۔

۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد آپ پاکستان تشریف لے آئے۔ ہجرت کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ۱۹۴۸ء میں واپس جا کر دَورہ حدیث دار العلوم دیوبند سے کیا اور اگلے سال واپس لوٹے۔ آپ نے ۱۹۶۷ء میں کراچی کی یونیورسٹی سے اسلامیات میں ایم اے کیا۔

۱۹۸۰ء میں لائبریری سائنس میں ماسٹرز کیا۔ ۱۹۸۱ء میں آپ نے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ تقریبا ۳۴ سال تدریس کرتے رہے۔ اپنے بڑے بھائی مولانا عبد الرشید نعمانی رحمہ اللہ کے وصال کے بعد سے جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں تخصص فی الحدیث کے مشرف مقرر ہوئے اور اس کے ساتھ ساتھ گزشتہ دس سال سے جامعۃ الرشید کے سرپرست اور استاذ الحدیث بھی تھے۔ اور آپ کا قیام بھی جامعۃ الرشید میں ہی تھا۔

آپ نے شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ کے دست اقدس پر بیعت کی۔ جب کہ آپ کو خلافت شیخ المشائخ سید نفیس الحسینی رحمہ اللہ اور سید السادات مولانا سید اصلح الحسینی قدس سرہ و دیگر سے اجازت حاصل تھی۔

ڈاکٹر عبد الحلیم چشتی کو علم حدیث اور اصول حدیث سے گہرا شغف تھا۔ آپ ہمہ وقت مطالعہ اور تحقیق میں مصروف رہتے ہیں۔ آپ نے کم و بیش ۲۲ کتب لکھیں اور متعدد کتابوں کے پیشِ لفظ اور مقدمے تحریر فرمائے۔

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

مذکورہ بالا ''مختصر تعارف'' واٹس ایپ کے ذریعے حاصل ہوا۔ لکھنے والے کو اللہ جزا دے۔ آمین۔

ایک ملاقات

۲۰۰۶ یا کم و بیش کی بات ہے کہ مولانا نور اللہ رشیدی صاحب (سہراب گوٹھ کراچی) نے اپنے مدرسہ میں ''ختمِ کتاب الآثار'' کرایا اس کے لیے باقاعدہ جلسہ منعقد کیا۔ بندہ کو بھی اس جلسہ میں بیان کی دعوت تھی۔ جلسہ پر مولانا اسماعیل محمدی صاحب اور مولانا عبد الحلیم چشتی صاحب بھی مدعو تھے۔ رشیدی صاحب نے مہمان خانہ میں میرا نام لے کر حضرت سے میری ملاقات کرائی اور یہ میری پہلی ملاقات تھی اور یہی اس دنیا کی آخری ملاقات ثابت ہوئی۔

حضرت خوش پوشاک تھے اور اس وقت داڑھی سفیدی اوڑھے ہوئے تھی۔ کچھ دیر ان کے ساتھ بیٹھنے موقع ملا۔ اسی دَوران کسی نے ان سے پوچھا: ''آپ نے ''حیات وحید الزمان'' کتاب کس غرض سے لکھی؟''

حضرت اس سوال پر غصے ہو گئے، کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

جلسہ پر پہلے میرا بیان ہوا، پھر مولانا اسماعیل محمدی صاحب کا۔ آخر میں حضرت رحمہ اللہ کا بیان تھا۔ میں نے الحمد للہ اسٹیج پر بیٹھ کر حضرت کا مکمل بیان سنا تھا۔

صفحہ افتاء

مسائل کا حل دلائل شرعیہ کی روشنی میں

مفتی محمد نعمان محمدی

سوال: سنا ہے کہ قضاء نمازوں کو چھپ کرنا پڑھنا چاہیے۔ کیا یہ صحیح ہے اگر یہ صحیح ہے تو اس کی کیا حکمت ہو گی؟ (محمد اخلاق، تلہ گنگ)

جواب: نماز کو اپنے وقت سے ٹالنا گناہ ہے، لوگوں کے سامنے گناہ کا اظہار کرنا جائز نہیں۔ اس لیے قضا نمازوں کو چھپ کر پڑھنے کی تاکید ہے۔

سوال: مسجد میں ائیر کنڈیشن کی وجہ سے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ مسجد بھر جانے کی وجہ سے نمازی برآمدے میں امام کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہیں تو کیا درست ہے؟ (عبدالخبیر، شہزادی مارکیٹ)

جواب: اگر امام کے انتقالات یعنی رکوع جاتے، اُٹھتے، سجدہ جاتے اٹھتے وغیرہ حرکات کا علم ہوتا رہے تو برآمدے والوں کی نماز کی درست ہے۔

سوال: تکبیر اولی کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت ہے پوچھنا یہ ہے کہ تکبیر اولی کی آخری حد کیا ہے؟
(حافظ محمد اظہر، محلّہ عباسیہ)

جواب: رکوع میں شمولیت مل جائے تو تکبیر اولیٰ کی فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔

سوال: امام محراب میں کھڑا ہو کر نماز پڑھائے تو کیا حکم ہے۔ نیز اگر وہ محراب سے باہر کھڑا ہو اور سجدہ محراب کی جگہ کرے تو کیسا ہے؟
(قاری جابر شاہ، ڈیرہ نواب)

جواب: محراب میں کھڑے ہو کر امام کا نماز پڑھانا مکروہ تنزیہی ہے۔ البتہ اگر امام محراب سے باہر کھڑا ہو اور سجدہ محراب میں کرے تو کراہت نہیں ہے۔

سوال: حدیث میں آتا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جمعہ کا غسل واجب ہے۔ یہ وجوب کا حکم اب بھی ہے یا منسوخ ہو گیا؟ (انوار الحسان شیخ، کوٹ اُدو)

جواب: جمعہ کا غسل پہلے واجب تھا بعد میں اس کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ اب یہ غسل سنت ہے۔

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ربیع الاول کی کس تاریخ کو ہوئی؟ (اہلیہ انصر فیض، بکھر)

جواب: اس بارے میں تحقیقی قول یہ ہے کہ نو ربیع الاول کو ہوئی۔ احمد رضا خاں صاحب کی رائے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔
(نطق الہلال)

سوال: کیا دس بیبیوں کی کہانی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (بنتِ اسلم، جامعہ رشیدیہ للبنات)

جواب: جائز نہیں۔ اُن وظائف کو پڑھا جائے جو حدیث اور بزرگانِ دین سے ثابت ہوں۔

سوال: لے پالک سے پردہ اور اسی طرح نکاح کا کیا حکم ہے؟ (زوجہ حافظ اسد خلیل، شاہ پور)

جواب: لے پالک اگر محرم نہ ہو تو اس سے پردہ ضروری ہے اور چونکہ وہ غیر محرم ہے اس لیے اس سے نکاح ہوسکتا ہے۔

سوال: آدمی کسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ اور آدمی کا بیٹا اس عورت کی بیٹی سے۔ تو کیا ایسا کرنا درست ہے؟ (ایک بہن، جامعہ ابوذر للبنات لاہور)

جواب: جی۔ دونوں کا نکاح درست ہوگا۔

سوال: عقیقہ کے جانور میں قربانی والی شرطوں: عمر اور بے عیب ہونا وغیرہ کا پایا جانا ضروری ہے؟ (ام بشیر و مبشر، پنڈی بھٹیاں)

جواب: جی عقیقہ کے جانور میں قربانی والی شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد، ریاست بہاول پور کے جید عالم، فاضل دیو بند، خلیفہ مجاز حضرت مولانا حسین علیؒ واں بھچراں و حضرت مولانا عبد القادر رائے پوریؒ

حضرت مولانا حبیب اللہ گمانویؒ (وفات 1972ء)

(قسط:۲۳)

رب نواز، احمد پور شرقیہ

جذبۂ خدمت

حضرت باوجود مخدوم ہونے کے اپنے کام خود کرنا پسند کرتے تھے۔ مثلاً حضرت دیہات کے رہنے والے تھے اپنی بھینسیں خود چرا لیا کرتے تھے، اسی طرح کنویں سے خود پانی بھر لیتے۔ حضرت نہ صرف اپنے کام آپ کرنے کو اچھا سمجھتے بلکہ دوسروں کی خدمت کرنے کا بھی مزاج تھا۔ مدرسہ کے طلباء کا کھانا گھر سے خود ہی اُٹھا لاتے تھے۔

ہمارے جامعہ فتحیہ کے مہتمم جناب قاری اللہ بخش صاحب نے بتایا کہ میرے والد محترم حکیم سرور صاحب کے حضرت گمانوی رحمہ اللہ سے روابط تھے ایک دفعہ میں ان کے ساتھ حضرت کے ہاں گیا۔ حضرت اپنے مدرسہ کے استاد جناب مولانا اللہ بخش عامل صاحب رحمہ اللہ کے لیے گھر سے کھانا خود ہی اُٹھا کر لائے اور ان کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے فرمایا: فقیرا''! کھا کھانا''

مولانا شمس الحق (طاہر والی) نے فرمایا: مولانا سیف الرحمٰن درخواستی رحمہ اللہ سے ہماری ملاقات ہوئی تو فرمایا: میں حضرت رحمہ اللہ کے پاس پڑھتا رہا۔ ایک بار حضرت طلباء کے لیے روٹی سالن اُٹھائے مدرسہ میں داخل ہوئے اور مجھے آواز دی:

''روٹی ڈھانڈی اے آ پکڑ'' یعنی روٹی گرنے لگی ہے، مجھ سے لے لو۔

خودداری

قاضی محمد رفیق صاحب (موضع کنڈی پرہار احمد پور شرقیہ) نے بتایا کہ میں ایک بار استاد محترم مولانا رحیم بخش صاحب کی طرف سے سالانہ رقم جمع کرانے کے لیے طاہر والی مدرسہ گیا ہوا تھا۔ حضرت کو پیاس لگی تو خود ہی کنویں کو چلایا اور پانی پیا۔ حالانکہ شاگردوں سے مدرسہ بھرا ہوا تھا کسی بھی شاگرد کو حکم فرماتے وہ پانی پیش کر دیتا مگر حضرت چونکہ خوددار طبیعت کے مالک تھے اس لیے پانی لانے کی کسی کو زحمت نہیں دی، آج کل کے اساتذہ میں یہ خودداری نہیں پائی جاتی۔

اتباعِ سنت میں کمال

حضرت مولانا عبد المجید صاحب دام ظلہ (شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ شرف الاسلام چوک سرور شہید ضلع مظفر گڑھ) ۱۹۵۹ء کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:

''میں مدرسہ عالیہ انوریہ گمانی شریف میں ابو حنیفہ وقت حضرت گمانویؒ کی خدمت زیر تعلیم تھا کہ اسی علاقہ میں حضرت شیخ قریشیؒ کی تشریف آوری ہوئی۔ جلسہ کی صدارت ہم سب کے استاد شیخ گمانویؒ فرما رہے تھے۔ آخری خطاب حضرت قریشیؒ نے فرمانا تھا۔ بیان شروع ہوا تو دوران تقریر قصر لحیہ (چار انگشت سے کم داڑھی کترانے) کا مسئلہ زیر بحث آیا۔ اس علاقہ کے بعض علماء اسے بُرا نہیں سمجھتے تھے اور وہ اس مجمع میں موجود بھی تھے۔ آپ حسبِ عادت مبارکہ اس پر علمی گفتگو فرما رہے تھے۔ حوالہ جات کے انبار لگا رہے تھے اور استاذِ مکرم حضرت گمانویؒ تحسین بھری نظروں سے چہرہ کی طرف متوجہ تھے۔ اچانک اندازِ خطابت تبدیل ہوا، نہایت گرم دار مُہیب (ڈرا دینے والی) آواز میں حاضرین کو متوجہ کر کے فرمایا: حضرات علماء کرام! آج میں اعلان کرتا ہوں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے ایک نبی علیہ السلام سے مٹھی سے کم داڑھی کترانے والا نہیں تھا۔ ہے کوئی مائی کا لال

جو میرے اس دعویٰ کو غلط ثابت کرے اور منہ مانگا انعام وصول کرے؟ پورا مجمع دم بخود تھا۔ مزید برآں پھر فرمایا میں اپنے استاذ و مربی شیخ العلماء حضرت گمانویؒ کی اجازت سے ایک واقعہ عرض کرتا ہوں جو آج تک بیان نہیں کیا: بحمد اللہ مجھے کئی مرتبہ سرور کائنات فخر دو جہاں آقائے نامدار حضرت مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ ایک مرتبہ میں نے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت کمزور و لاغر دکھائی دے رہے ہیں۔ میں نے عرض کی حضور خیریت تو ہے کمزوری محسوس ہو رہی ہے۔ ارشاد فرمایا دوست محمد! تجھے علم نہیں لوگ میری سنت کی توہین کرتے ہیں، اسے کاٹ کر گلیوں، نالیوں میں پھینک دیتے ہیں مجھے اس کے غم نے لاغر کر دیا ہے۔ پورے اجتماع پر رقت طاری تھی۔ حضرت گمانویؒ کی عجیب کیفیت تحریر سے باہر ہے خود خطیب مجلس کے آنسو جاری تھے۔ بالآخر علماء و عوام اس بات کو تسلیم کر کے اُٹھے کہ واقعی قصر لحیہ ناجائز ہے۔'' (سوانح حیات حضرت مولانا دوست محمد قریشی صفحہ ۷۷، ۷۸ شائع کردہ خانقاہ نقشبندیہ ہاشمیہ کوٹ ادو)

مقبولیتِ دُعا

مولانا رشید احمد عباسی صاحب لکھتے ہیں:

''الیکشن کے بعد حضرت گمانویؒ احقر کے غریب خانہ پر تشریف لائے اور رات کو تہجد پر اُٹھے اور احقر کے حق میں دُعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اوچ شریف کی شاہی دے گا۔ ۱۹ سال بعد ۸۹ء میں احقر کے والد صاحب مرحوم جو دربارِ حضرت محبوب سبحانی رحمہ للہ کے خطیب تھے وفات پا گئے اور سردار ملک وارن مرحوم جو اس وقت کے ایم پی اے صوبائی اسمبلی کے ممبر تھے اور احقر کے ماموں تھے تو انہوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب سے اسی درس گاہ حضرت محبوب سبحانی پر مجھے خطابت کے فرائض تفویض کروائے۔

۹۰ء میں ۲۰ سال کے بعد یہ پیشن گوئی اور دعا صحیح ثابت ہوئی کہ اوچ شریف شہر کی مرکزی عید گاہ میں نماز عید احقر نے پڑھائی اور دعا کے الفاظ یاد آئے کہ اللہ تجھے اوچ کی شاہی دے، واقعی شاہی دیکھی اور اژدہام کثیر جس میں شامل ہوتے ہیں اور مرکزی عید گاہ میں جگہ تک نہیں ملتی تھی۔''

(تاریخ اوچ و تذکرہ اولیائے اوچ صفحہ ۲۹۱)

رحم دلی

حضرت رحمہ اللہ بہت زیادہ رحم دل تھے۔ رحم دلی کے حوالے سے اُن کے دو واقعات بہت مشہور ہیں ایک یہ کہ طلباء نے کتے کو مارا تو حضرت ناراض ہو گئے تھے۔ دوسرا یہ کہ حضرت الیکشن کے دوران ورکنگ پر تھے، وہیں سے واپس چلے آئے محض اس لیے کہ گدھی کو چارہ ڈالنا، پانی پلانا اور سائے میں باندھنا ہے۔

حضرت احمد خان مستوئی صاحب نے مولانا قاری اللہ بخش کے حوالہ سے بتایا کہ حضرت گمانوی رحمہ اللہ کے مولانا عبداللہ بہلوی رحمہ اللہ کے ساتھ اچھے مراسم تھے، اس لیے اُن کے ہاں جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہاں گئے تو پتہ چلا کہ طلباء سے کوئی کوتاہی ہوئی جس کی وجہ سے انتظامیہ نے ان کا کھانا بند کر دیا۔ حضرت نے ان طلبہ کے حق سفارش کی اُن کی سفارش پر ان کا کھانا جاری کر دیا گیا۔

....

کامل تقوی کا ایک پہلو

امۃ الرحمٰن

گناہ کی خواہش نہ رکھنا کمال، گناہ کے قریب جا کر پلٹ آنا اعلیٰ تر اور گناہ کے بعد اسے اللہ کی خاطر ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینا کامل ترین تقویٰ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو تقوی والی زندگی نصیب فرمائے آمین۔

تذکرہ بزرگاں

رئیس الاساتذہ رحمہ اللہ

مفتی محمد جمشید صاحب، احمد پور شرقیہ

۲۷ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بمطابق ۱۶ ستمبر ۲۰۲۰ء بروز بدھ ملک کی مشہور و معروف دینی، علمی درس گاہ جامعہ خیر المدارس ملتان کے رئیس الاساتذہ استاذِ حدیث استاذ مکرم حضرت مولانا شیر محمد صاحب رحلت فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بلاشبہ اہلِ علم و فضل کا اس طرح یکے بعد دیگرے اُٹھنا علاماتِ قیامت میں سے ہے۔ حضرات مشائخ اور علماء کرام امت مسلمہ کے نظریات و عقائد اور اسلامی اقدار و روایات کے امین ہوتے ہیں ان کا وجود باسعود امت کے لیے رحمتوں کا سبب ہوتا ہے۔ حضرت استاذ مکرم کا شمارہ بھی انہی علماء ربانیین میں ہوتا ہے۔

مختصر احوال زندگی

آپ کا نام نامی اسم گرامی ''شیر محمد'' کنیت ابو القاسم نسبت ڈیرہ اسماعیل خان ہے۔ سلسلہ نسب یوں ہے: مولانا شیر محمد بن مولانا نور محمد بن مولانا یحیٰ بن سید احمد۔

آپ کی ولادت باسعادت جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ بمطابق اگست ۱۹۳۷ء پنیالہ ضلع ڈیرہ اسماعیل میں ہوئی۔

میٹرک تک ابتدائی تعلیم

ابتدائی عصری تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کی۔ دینی تعلیم کے آغاز کے لیے آپ کو دادا گرامی حضرت مولانا نور محمد صاحب (جو حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کے مرید تھے) نے حضرت مدنی کو خط لکھا کہ اپنی اولاد کو دینی تعلیم دلانا چاہتا ہوں کس مدرسہ میں داخل کروں۔ حضرت نے جواباً خط لکھا کہ اساتذہ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری کے ہاں خیر المدارس میں بھیج دو۔ چنانچہ آپ نے شوال مکرم ۱۳۷۴ بمطابق ھ مئی ۱۹۵۵ء جامعہ خیر المدارس ملتان میں بحیثیت طالب علم تشریف لائے۔ حضرت الاستاذ فرمایا کرتے تھے کہ میری خیر المدارس میں تعلیم، تدریس حضرت مدنی کی دعاؤں اور توجہات کا ثمرہ ہے، چنانچہ شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ بمطابق دسمبر ۱۹۶۲ء میں آپ نے جامعہ خیر المدارس سے سند فراغ حاصل کی۔

اساتذہ کرام

حضرت الاستاذ مرحوم نے درس نظامی کی مکمل تعلیم جامعہ خیر المدارس ملتان میں حاصل کی۔

بخاری شریف جلد اول و ثانی... حضرت مولانا خیر محمد جالندھری سے۔

مسلم شریف... مفتی محمد عبداللہ ڈیروی سے۔

ترمذی شریف مکمل، طحاوی شریف، شمائل ترمذی... حضرت علامہ محمد شریف کشمیری سے۔

ابوداود، نسائی اور ابن ماجہ... حضرت مولانا گلستان خان المعروف مولانا جمال الدین مردانی سے۔

مشکوٰۃ اول حضرت مولانا فیض احمد صاحب سے۔

مشکوٰۃ دوم حضرت مولانا محمد صدیق صاحب سے۔

دیگر اساتذہ کرام میں حضرت مولانا صوفی محمد سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور، فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب شامل ہیں۔

مدت تدریس

فراغت کے بعد مختلف مدارس میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ پھر بحیثیت مدرس اپنے مادر علمی جامعہ خیر المدارس تشریف لائے اور بیالیس سال

تک جامعہ میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ آپ کی مدت تدریس کم وبیش پچپن سال تک محیط ہے۔

سلسلہ بیعت

ہمارے اساتذہ کرام اور اکابر کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری و باطنی کمالات سے نوازا۔ حضرت الاستاذ کا اصلاحی تعلق حضرت مولانا عبدالعزیز شاہ لکی مروت، پھر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب، پھر سید احمد شاہ بن مولانا سید عبدالحلیم یاسین زئی، پھر سید محمد بن مولانا سید عبدالحلیم سے رہا۔ انہوں نے آپ کو اجازت بیعت اور خلافت بھی عطا فرمائی۔

متفرق واقعات

۱۔ حضرت الاستاذ جامعہ خیرالمدارس کے اساتذہ میں آخری استاد تھے جنہوں نے صحیح بخاری شریف بانی جامعہ حضرت مولانا خیر محمد رحمہ اللہ سے پڑھی۔

۲۔ ہمارے مدارس عربیہ میں نفس کتاب پڑھانے پر بے حد محنت کی جاتی ہے تاکہ طالب علم علم وفن میں باکمال بن جائے۔ حضرت الاستاذ اسی طریق پر محنت کرتے تھے اور آپ کو اس میں حد درجہ کمال حاصل تھا۔

۳۔ بندہ نے آپ سے اصول الشاشی کا کچھ حصہ، قطبی، تفسیر جلالین جلد ثانی، صحیح مسلم شریف جلد اول مکمل، جلد ثانی از ابتداء تا کتاب الفضائل پڑھی۔ آپ اسباق پڑھاتے ہوئے باوضو رہنے کا بے حد اہتمام کرتے اور طلباء کو اس کی بے حد ترغیب دیتے۔ ایک بار آپ قطبی کا سبق پڑھانے کے لیے تشریف لائے تازہ وضو کیا ہوا تھا اور اعضاء سے پانی گر رہا تھا۔ ایک طالب علم نے کہا: منطق پڑھانے کے لیے کیا وضو کرنا ضروری ہے۔ فرمایا: میں منطق پڑھانے کو بھی عبادت اور نیکی سمجھتا ہوں۔ اس لیے باوضو ہو کر آیا ہوں۔

۳۔ جامعہ کے استاذ فقیہ العصر حضرت مولانا عبدالستار صاحب کو کئی مرتبہ دیکھا کہ جب حضرت مولانا شیر محمد صاحب ان سے ملتے تو مفتی صاحب آپ کو سینے سے لگاتے اور بسا اوقات آپ کی پیشانی پر بوسہ لیتے اور مفتی صاحب آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ حالانکہ حضرت الاستاذ مفتی صاحب کے شاگرد تھے۔ حضرت الاستاذ فرماتے تھے: میں نے مفتی صاحب سے صرف نفحۃ العرب پڑھی ہے۔

۴۔ درس گاہ میں حاضری اور سبق کی پابندی خوب کرتے تھے۔ ہمارے دَورہ حدیث شریف والے سال آپ بیماری کی حالت میں تھے اور فالج کی کیفیت تھی اور پہلا سبق صحیح مسلم شریف کا ہوتا تھا۔ اور دو طالب علم روزانہ سہارا دے کر تشریف لاتے تاکہ بر وقت سبق شروع کیا جائے۔

۵۔ حجۃ اللہ البالغہ انتہائی کی علمی، بلند مرتبت کتاب شمار کی جاتی ہے۔ جامعہ خیرالمدارس میں کئی سال تک یہ کتاب آپ کے زیر درس رہی۔ اور افتاء کے طلباء کو آپ یہ کتاب پڑھاتے تھے۔

....

آئیے دعا سیکھیں

ہر نماز کے بعد اسے پڑھنے کا معمول بنالیں۔
گناہوں سے بچنے اور باطن کو پاکیزہ بنانے کے لئے

ایک جامع دعا

اَللّٰھُمَّ آتِ نَفْسِیْ تَقْوٰھَا وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی

ترجمہ: اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا کر اور اسے پاکیزہ بنا۔ تو ہی بہتر ہے جو اس کو پاکیزہ بنا سکے۔ تو ہی اس کا ولی اور مددگار ہے۔ اے اللہ! بے شک میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامن اور غنا کا سوال کرتی ہوں آمین یارب العالمین۔ (ر...ر)

مشکلات کا روحانی حل

جمع وترتیب: مولانا ابوالحسین حفظہ اللہ

شوگر کا علاج

رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطَانًا نَصِیۡرًا (سورۃ بنی اسرائیل، آیت:۸۰)

شوگر کا مریض اس آیت کو اکتالیس مرتبہ پڑھے تو ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔

ہر تکلیف دہ چیز سے حفاظت

جو شخص گھر سے نکلتے ہوئے، سواری پر بیٹھتے ہوئے یا کسی کام کی ابتداء کرتے ہوئے گیارہ بار اللہ تعالیٰ کا صفاتی اسم "یَا حَفِیۡظُ" پڑھے گا۔ ہر حادثے، پریشانی، ہر دکھ درد سے محفوظ رہے گا، چوری ڈکیٹی سے بھی بچا رہے گا۔ اور اگر کھانے یا پینے پر پڑھ کر کھائیں پئیں تو ہر بیماری، تکلیف، نظر بد، جادو، حسد سے ہمیشہ حفاظت رہے گی۔

حمل کی حفاظت

اگر کوئی شخص سورۃ المعارج (سورۃ نمبر:۷۰) باوضو لکھ کر موم جامہ کر کے بطور تعویذ حاملہ عورت کے گلے میں باندھے گا تو ان شاء اللہ حمل تمام آفتوں سے محفوظ رہے گا۔

بیٹے کے حصول کے لیے

اگر کوئی شخص بیٹا حاصل کرنے کی نیت سے سورۃ التغابن کو روزانہ تین مرتبہ گیارہ روز تک پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نیک بیٹا عطا کرے گا۔

یرقان سے نجات کے لیے

اگر کسی شخص کو یرقان کا عارضہ ہو تو درج ذیل آیت پڑھ کر پانی دم کر کے وہ پانی اسے پلایا جائے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ

دل کی بیماری سے نجات کے لیے

اگر کوئی شخص دل کی کسی بیماری میں مبتلا ہو تو سورہ رحمٰن پاک صاف کاغذ پر لکھے اور پانی میں گھول کر وہ پانی پیئے ان شاء اللہ اسے دل کی بیماری سے شفاء حاصل ہوگی۔

ظالم کے شر سے حفاظت

اگر کوئی شخص کسی ظالم یا فاسق و فاجر کے شر سے پریشان ہو تو اس کو چاہیے کہ روزانہ صبح شام "یَا جَبَّارُ" دوسو سولہ مرتبہ پڑھے ان شاء اللہ کچھ ہی دنوں میں ظالم اور فاسق کے شر سے محفوظ ہو جائے گا۔

مہینہ بھر حفاظت

اگر کوئی شخص چاند دیکھ کر سورہ ملک کی تلاوت کرے تو پورا مہینہ امن وامان سے رہے اور ہر طرح کی آفات سے خواہ وہ زمینی ہوں یا آسمانی محفوظ رہے۔

بھوک لگنے کے لیے

اگر بھوک نہ لگتی ہو تو کسی بھی کھانے کی چیز پر پندرہ بار "یَا رَحِیۡمُ" پڑھ کر کھالیں۔ لگاتار تین دن اس عمل کو کریں ان شاء اللہ بھوک لگنا شروع ہو جائے گی۔

روزی میں برکت کے لیے

اگر کسی شخص کو رزق کی پریشانی ہو تو وہ نماز کا اہتمام کرے اور ہر نماز کے بعد اول و آخر درود شریف اور سات بار سورۃ قریش پڑھ کر دعا مانگے، اللہ اس کی روزی کا مسئلہ آسان کر دے گا۔

روزی کی تنگی کی ایک وجہ گناہ بھی ہوتے ہیں لہذا گناہ سے پرہیز اور استغفار کرنے سے بھی روزی میں برکت ہو جائے گی ان شاء اللہ۔

قبرستان ایسے لوگوں سے بھرے پڑے ہیں جو کہتے تھے کہ دنیا ہمارے بغیر نہیں چل سکتی۔[رانا ارشد، راولپنڈی]

قارئین الفتحیہ کے

آزمودہ نسخے ، گھریلو ٹوٹکے

انار کے رس کا فائدہ

انار کا رس دل کے لیے ٹانک ہے، کینسر سے بچاتا ہے۔ سائنس دانوں نے دعویٰ کیا ہے کہ انار کے دانوں میں پیٹ کی اضافی چربی کم کرنے کی صلاحیت ہے۔اور بلڈ پریشر کو بھی کم کرتا ہے۔

(طالب علم محمد سلمان، مسافر خانہ)

ہاتھوں کو خوب صورت بنانے کے لئے

ہفتہ میں ایک بار زیتون کے تیل کی مالش ضرور کریں۔اور ہاتھوں کا مساج بھی کریں کیونکہ اس سے خون کی گردش میں بہتری آتی ہے۔اس کے علاوہ یہ ناخنوں کے افزائش کا ذریعہ بھی ہے بنتا ہے۔

(محمد اکمل بلوچ، اوچ شریف)

درد اور پھوڑے پھنسیوں کا علاج

لہسن پیس کر درد والی جگہ لگانے سے درد دُور ہوجاتا ہے۔اسی طرح لہسن پھوڑے پھنسیوں پر لگانے سے وہ جلد کھل جاتے ہیں۔(محمد سمیع عباسی، جلال پور)

رگوں میں گاڑھے مواد سے نجات کے لیے

لہسن باقاعدگی سے کھاتے رہنے سے کولیسٹرول کے ذرات رگوں کی دیواروں سے جمتے یا چمٹتے نہیں۔ روزانہ ایک دو کلیوں کا استعمال کافی ہوتا ہے۔

(ہاورن انور، انوار آباد بہاول پور)

بچوں کی آنکھیں دکھتی ہوں تو

اگر آپ کے بچوں کی آنکھیں دکھتی ہوں تو پیاز کا پانی ایک حصہ، شہد خالص ایک حصہ، عرق گلاب دو حصہ لے کر ملالیں۔اس میں سے ایک ایک قطرہ دو وقت دونوں آنکھیں میں ڈالیں ان شاءاللہ آرام ہوگا۔

(عبدالحنان راشد، منڈی یزمان)

گردے کی پتھری نکالنے کے لیے

گنے کا رس پینے سے یا ویسے چوسنے سے گردے کی پتھری ٹوٹ کر باہر نکل آتی ہے۔مزید یہ کہ چھ گرام اجوئن روزانہ پھانکتے رہنے سے گردے اور مثانے کی پتھری باہر نکل آتی ہے۔(حافظ عمران سندھو، قصور)

گرتے بال روکنے کے لیے

گرتے بالوں کو روکنے کے لیے گائے کے دودھ کو جوش دے کر ٹھنڈا کر کے ایک کپ دودھ سے پانچ منٹ تک سر پر مالش کریں، بہت فائدہ ہوا گا۔آدھے گھنٹے بعد سر دودھ لیں۔(اہلیہ شیخ قائم دین، دین پور)

جمی ہوئی بلغم خارج کرنے کا نسخہ

السی نو ماشہ، مصری دو تولہ کو ایک کپ پانی میں جوش دیں اور پھر اسے چھان کر صبح و شام پینے سے جمی ہوئی بلغم خارج ہوجاتی ہے۔(م،ش)

خارش سے نجات

جسم پر ہر قسم کی خارش سے نجات حاصل کرنے کے لیے نیم کے پتے لے کر خشک کریں، پھر انہیں کوٹ لیں اور تھوڑا پانی چھڑک کر گولیاں بنالیں۔ایک گولی صبح وشام کو کھائیں۔ان شاءاللہ چند دنوں میں ہر قسم کی خارش ختم ہوجائے گی۔(ام سلیم بہادر، چوک بہادر)

مسوڑھے مضبوط کرنے کے لیے

کشمش کھانے سے مسوڑھوں کے امراض اور دانتوں کو کیڑا لگنے سے بچایا جا سکتا ہے۔ کشمش کھانے میں میٹھی لگتی ہے اور کھاتے وقت دانتوں سے چپک جاتی ہے لیکن اس میں پانے جانے والے کیمکل اینٹی آکسیڈنڈ اجزا دانتوں اور مسوڑھوں کی صحت کے لیے مفید ہیں۔(معلّمہ جامعۃ الصالحات، بنوں)

موم بتی خود تو جل جاتی ہے مگر گھر کو روشن رکھتی ہے۔[مکی اشرف، ٹوبہ ٹیک سنگھ]

بہ سلسلہ علمائے احمد پور شرقیہ

مولانا محمد انس رحمہ اللہ

قسط:۳

رب نواز، احمد پور شرقیہ

تبلیغی جماعت سے وابستگی

مولانا رحمہ اللہ باعمل عالم تھے عملی زندگی کے معیاری ہونے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو خانقاہی سلسلہ سے جوڑا ہوا تھا۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز پیر طریقت جناب غلام محمد صاحب (بہاول نگر) سے بیعت کی۔ دوسرا وہ تبلیغی جماعت سے منسلک تھے۔ جماعت میں چلہ لگایا ہوا تھا، مستورات کی جماعت میں گئے تھے اور سال لگانے کا بھی ارادہ تھا مگر بیماری کی وجہ سے نہ جا سکے۔

دینی خدمات

عالم کا کورس مکمل کرنے کے بعد جامعہ فتحیہ میں قریبا ایک سال شعبہ حفظ میں پڑھایا۔

محلّہ سرور شاہ میں واقع جامع مسجد ساعت والی میں کئی سال تک جمعہ پڑھاتے رہے ہیں۔

بہت سے نوجوانوں کو تبلیغی جماعت میں لگایا۔

خدمتِ خلق

مولانا رحمہ اللہ کو عملیات سے بھی مناسبت تھی۔

چک لوہاراں میں ان کے بہنوئی کا مدرسہ تھا وہاں کبھی کبھار جانا ہوتا تھا تو وہاں کے لوگ دم کرایا کرتے تھے۔ جس کسی کو دم کرتے اللہ تعالیٰ اسے شفایاب کر دیتا تھا۔ وہ لوگ اب بھی یاد کر کے کہتے ہیں اللہ نے ان کے دم میں بہت تاثیر رکھی تھی۔

جادو کا علاج بھی کرتے تھے۔ ایک بندہ لاہور سے اپنی بہن کو لایا اور کہا: اس کی تشخیص کرو، اسے کیا ہے؟'' مولانا نے تشخیص کر کے بتایا اس پر جادو کا اثر ہے۔ پھر اس کا علاج تجویز کر دیا۔ اس بندے نے کہا: کس نے جادو کیا ہے؟ مولانا نے فرمایا:

''یہ نہ پوچھو، بس آپ علاج کرتے رہیں۔''

وہ بندہ پوچھنے پر اصرار کرتا رہا اور بڑی منت سے کہتا رہا:

''مہربانی ہوگی، بتادیں جادو کرنے کی کس نے حرکت کی؟'' جب اس کا اصرار بڑھا تو فرمایا:

''میں تو چھپا رہا تھا مگر تو نے مجبور کر دیا ہے تو سن! یہ جادو تو نے کرا رکھا ہے۔'' یہ سنتے ہی اس کی آنکھیں کھل گئی، بہت زیادہ معتقد ہو گیا اور تسلیم کیا کہ واقعی میں نے جادو کرایا تھا جائیداد کا کوئی مسئلہ تھا جس کی وجہ سے میں نے یہ حرکت کی تھی۔

مولانا رحمہ اللہ سے میری بھی ملاقاتیں رہیں مگر عملیات سے شغف والی بات کا مجھے علم نہیں تھا۔ یہ سب تفصیل ان کے والد محترم جناب انوار نبی صاحب نے مجھے بتائی ہے۔

بندہ سے تعلق

مولانا رحمہ اللہ بندہ کے ساتھ نہایت خوش اسلوبی سے پیش آیا کرتے تھے۔

☆... مولانا رحمہ اللہ اور بندہ دونوں ایک ہی مدرسہ جامعہ فتحیہ میں پڑھتے رہے۔ میں خامسہ میں سے تھا اور وہ متوسطہ میں۔ مطلب ہم دونوں ایک ہی مدرسہ کے طالب تھے، دونوں کے درمیان استاد و شاگرد کا رشتہ نہیں تھا۔ مگر یہ ان کی اعلیٰ ظرفی تھی کہ وہ مجھے ''استاجی'' کہا کرتے تھے۔

☆... بندہ جب کبھی ان کے پاس حاضر ہوتا تو ضرور خاطر تواضع فرماتے تھے۔ ایک بار ناشتے کے وقت حاضر ہوا تو ناشتے کرنے پر اصرار کیا، پھر ناشتے میں کئی چیزیں کھانے کو پیش فرمائیں۔ بندہ نے عرض کیا: اتنا

تکلف کی ضرورت نہیں تھی، بس مختصر سا ناشتہ کافی ہوتا۔ فرمایا: یہ بھی تو مختصر ہے۔

☆...ایک بار فرمایا: یہاں ایک شخص ہے جو کراچی سے آیا ہوا ہے، وہ اہلِ محلّہ کو تنگ کر رہا، اس کا دعویٰ ہے کہ: "تمہاری نماز خلاف سنت ہے کیونکہ تم لوگ رکوع جاتے اور اُٹھتے وقت رفع یدین نہیں کرتے۔"

یہ کہہ کر مولانا نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اس شخص کو آپ سے ملوادوں۔ میں نے کہا: جی آپ اسے لے آنا۔ چنانچہ مولانا رحمہ اللہ اس شخص کو میرے پاس لائے اور ساتھ ہی محلّہ کے متعدد نوجوان بھی تھے۔ الحمد للہ انہیں مسئلہ خوب سمجھ آ گیا۔ بندہ نے اس موقع پر کیا گفتگو کی اور اس شخص کا کیا دعوی تھا، اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ یہاں تو صرف یہ بتانا مقصود ہے مولانا رحمہ اللہ گاہے بگاہے مجھے یاد فرمایا کرتے تھے۔

تنبیہ: مولانا رحمہ اللہ خود بھی اس شخص سے بات کر کے اپنا موقف از روئے دلیل واضح کر سکتے تھے مگر چونکہ ان کے پاس کتب خاص کر فریقِ مخالف کی کتابیں نہیں تھیں اس لیے انہوں نے اس شخص کو بندہ کے پاس لانا مناسب سمجھا۔

☆...ایک دفعہ مجھے فرمایا: ہمارے جامعہ میں کچھ بچیاں آزاد خیال ہیں وہ مختلف بحثیں چھیڑے رکھتی ہیں۔ آپ کبھی ہمارے جامعہ آ کر انہیں سمجھائیں، ان کے اشکالات کے جواب دیں۔" میں نے کہا: میں بچیوں سے بات نہیں کرنا چاہتا، البتہ آپ مجھ سے رہنمائی لے کر انہیں سمجھا دیا کریں۔

☆...جب مجلّہ الفتحیہ شروع ہوا تو مولانا رحمہ اللہ نے پچاس نسخے ہر ماہ لینا شروع کیے۔ پچاس رسالہ چلا لینا اچھا خاصہ محنت طلب کام ہے خاص کر ابتداء سے پچاس رسالے شروع کرنا تو بہت ہی مجاہدہ کی بات ہے۔ کئی سال تک وہ رسالہ تسلسل کے ساتھ خریدتے رہے۔ اس سے مولانا کی محنت کا پتہ چلتا ہے اور ان کے حلقہ احباب کا بھی۔ ساتھ ہی رسالہ اور اس کے مدیر سے انس کا بھی ثبوت ہے۔

☆...مولانا رحمہ اللہ موقع بہ موقع مجھ سے مشاورت کیا کرتے تھے یہاں تک اپنے بعض گھریلو معاملات کے سلسلہ میں بھی مشورہ طلب کر لیا کرتے تھے۔ مطلب یہ کہ انہیں میرے بارے میں حسن ظن تھا کہ میں صحیح مشورہ دوں گا۔

☆...مولانا رحمہ اللہ کو اپنے لیے رشتہ مطلوب تھا تو مجھے فرمایا کوئی مناسب رشتہ آپ کی نظر میں ہو تو بتائیے گا۔ میں نے ایک گھر کی نشاندہی کر دی کہ وہاں ایک عالمہ لڑکی ہے ان لوگوں کو کسی عالم لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ چنانچہ مولانا رحمہ اللہ نے اپنے گھر کی خواتین کو وہاں بھیجا مگر چونکہ اللہ کی طرف سے کسی اور جگہ رشتہ منظور تھا اس لیے مولانا رحمہ اللہ کے گھر والوں نے کسی وجہ سے وہاں رشتہ کرنا پسند نہ کیا۔

☆...میں جس سال درجہ سادسہ میں تھا مولانا رحمہ اللہ اس سال اولیٰ میں تھے۔ اس سال جامعہ فتحیہ میں حاضری ہوئی تو مولانا نے چند بچوں کی معیت میں مجھے گھیر لیا اور کہا:

"آپ ہمیں اچھے اچھے اسلامی واقعات سناؤ" بندہ نے ان کی فرمائش پر کچھ واقعات سنائے تھے۔

☆...جامعہ فتحیہ میں فنِ صرف پڑھانا شروع سے استاذِ محترم حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب دام ظلہ کے ذمہ ہے۔ ماشاء اللہ استاذ محترم بہت محنت سے پڑھایا کرتے ہیں۔ جامعہ فتحیہ میں حاضری کے اسی موقع پر انس بھائی نے مجھے کہا: آپ ہم سے مشکل صیغہ جات پوچھو' طالب علم کسی سے اس طرح کی فرمائش تب ہی کر سکتا ہے جب اسے کتاب یاد اور اس کی استعداد اچھی ہو۔ چنانچہ بندہ نے ان سے دو تین صیغے پوچھے۔

تربیت کے لیے محض کتابیں ہی کافی ہوتیں تو کتابوں سے نبیوں کی آمد نہ ہوتی۔ [شاہد جمیلی، دریا خان]

مولانا چراغ صادق

کتب بینی ہے سَیر اپنی

سیاحت کا جنہیں ہے شوق پھرتے ہیں شہروں میں..........کتب بینی ہے سیر اپنی، کتابیں ہیں چمن اپنا

پھر آپ نے حکومت کر لی

ایک صاحب نے لکھا ہے:

''شاہ جی بیٹھک میں بیٹھے پان لگا رہے تھے۔ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب بہاول پوری بھی موجود تھے۔ انہوں نے از راہ تفنن کہا:

''شاہ جی! اگر میری حکومت ہو تو پان سگریٹ پر پابندی عائد کر دوں۔''

شاہ جی نے شفقت و محبت بھری نظروں سے مولانا کو دیکھا اور فرمانے لگے:

''بیٹا! آپ نے بھی کر لی حکومت۔''

اور پھر ایک واقعہ سنا ڈالا کہ احرار کے عالم شباب میں ایک بہت بڑے اجتماع سے میں مخاطب تھا اور احرار کے پروگرام کو پیش کر رہا تھا کہ:

اگر احرار کی حکومت ہوئی تو چکلے بند اور فحاشی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ شرابی، زانی اور چور وغیرہ کو شرعی سزائیں ملیں گی۔''

جلسہ میں ایک بوڑھا جو میری تقریر پوری دلجمعی اور ہمہ تن گوش ہو کر سن رہا تھا۔ فوراً بول اُٹھا:

''ہاں شاہ جی! پھر آپ نے حکومت کر لی۔''

فرمودات امیر شریعت صفحہ:۶۳ از حکیم مختار احمد الحسینی بحوالہ ماہنامہ نقیب ختم نبوت ستمبر ۲۰۲۰ء صفحہ:۴۳)

پان کھانا چھوڑ دیا

حضرت مولانا سید عطاء المؤمن شاہ صاحب لکھتے ہیں:

''ابا جی کے آخری دنوں کی بات ہے روزانہ کے معمول کے مطابق سلیمی دوا خانہ جانے کے لیے پان بنانے لگے۔ اکڑوں بیٹھ کر ہتھیلی پر پان رکھا، لوازمات اوپر ڈالے اور پھر پان کو ہتھیلی پہ مڑورنے لگے چورا کر کے منہ میں ڈالتے تھے کہ دانت باقی نہیں رہے۔ اچانک پتہ نہیں کیا خیال آیا پان کا چورا کرتے کرتے غالب کا شعر گنگنانے لگے:

ہوس کو ہے نشاط کار کیا کیا
نہ ہو مرنا تو جینے کا مزا کیا

شعر پڑھتے پڑھتے پان کا چورا ہاتھ سے نیچے گرایا اور پھر ہمیشہ کے لیے پان کھانا ترک کر دیا۔''

(نقیب ختم نبوت امیر شریعت نمبر:۳۱۸/۲)

پان کے حوالہ سے مذکورہ بالا واقعات بندہ نے ماہنامہ نقیب ختم نبوت ستمبر ۲۰۲۰ء سے نقل کیے ہیں۔

شاہ جی رحمہ اللہ کی قناعت پسندی

محترم جناب منصور احمد خان صاحب نے حضرت علامہ محمد عبداللہ رحمہ اللہ کے ملفوظات میں لکھا:

''ایک مرتبہ رات کے وقت ہمارے علاقہ پکا لاڑاں میں حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری چند دوسرے بزرگوں کے ہمراہ تشریف لائے۔ رات کو ہمارے ہاں قیام کا پروگرام تھا۔ ہمارے لئے خوشی کا باعث بنے۔ ہم طعام کا بندوبست کرنے لگے تو شاہ جی نے فیصلہ کن انداز میں فرمایا کہ بھئی! کھانے کا کوئی انتظام نہیں ہونا چاہیے، بس جو گھر پر بچا کھچا رکھا ہے وہ ہی اکٹھا کر کے لے آؤ بلکہ تمہارے سب گھروں میں جو روٹی کے ٹکڑے یا سالن وغیرہ بچے رکھے ہیں وہ لے آؤ، ہم وہی کھائیں گے۔ اگر تم نے اب اس بے وقت پکانے کی کوشش کی تو ہم سب کھانا بالکل نہیں کھائیں گے۔ چنانچہ حسب ارشاد ہم نے عمل کیا اور ان اکابر نے تناول فرمایا۔ یہ تھا ان بزرگوں کا اخلاص اور دین کے لیے قربانیاں۔'' (تذکرہ علامہ محمد عبداللہ صفحہ ۲۷۶)

تبلیغی جماعت مشاہیر کی نظر میں

(قسط:۳۷)

رب نواز، احمد پور شرقیہ

دعوت کی آسان اور مؤثر ترتیب

مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب لکھتے ہیں:

''گزشتہ صدی میں حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمہ اللہ نے دعوت و تبلیغ کا کام اجتماعی نظم و ضبط کے ساتھ شروع کرکے دین کی دعوت کو ہر ہر گھر تک پہنچانے کی ایک آسان اور مؤثر ترتیب قائم کرکے دکھائی تھی جو آج بھی جاری ہے اور اس کے اثرات پوری دنیا میں پھیل رہے ہیں۔ یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی ایک کامیاب شکل ہے جس میں ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق حصہ لے سکتا ہے۔''

(بچوں کا اسلام کراچی شمارہ:۱۰۳۰ صفحہ ۵)

اہل السنّت کی نمائندہ تحریک

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب حفظہ اللہ (سرگودھا) لکھتے ہیں:

''تبلیغی جماعت مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کی نمائندہ اصلاحی دینی تحریک ہے جو کہ اکابر کی زیر نگرانی عرب و عجم میں نہایت مؤثر طریقہ سے کام کر رہی ہے۔ اس تحریک میں کام کرنے والے افراد کے لیے فخر المحدثین شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث مبارکہ اور واقعات سلف صالحین کی روشنی میں نہایت عمدہ نصاب فضائل اعمال و فضائل صدقات مرتب فرما دیا ہے۔'' (تقریظ تبلیغی جماعت پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۹ تصنیف مولانا رسال محمد صاحب)

درجنوں لوگ اسلام میں داخل

حضرت مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''تبلیغی جماعت ایک عالمی جماعت ہے اور پوری دنیا میں کام کر رہی ہے۔ ان کی حسن کارکردگی کی وجہ سے آئے دن درجنوں لوگ اسلام قبول کرکے صراط مستقیم کی طرف آرہے ہیں۔'' (تقریظ تبلیغی جماعت پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۲۳)

اتحاد اہل السنّت کی طرف سے دفاع

حضرت مولانا منیر احمد منور دام ظلہ (سابق امیر اتحاد اہلِ السنّت والجماعت پاکستان) لکھتے ہیں:

''اتحاد اہل السنّت والجماعت تبلیغی جماعت کے دفاع کو اپنا دینی، ایمانی، اخلاقی فریضہ سمجھتی ہے۔ چنانچہ اس سے قبل بھی دو رسالے فضائل اعمال پر اعتراضات کا علمی جائزہ مؤلفہ مولانا محمد الیاس گھمن صاحب اور تبلیغی جماعت کا شرعی مقام مؤلفہ (حضرت مولانا) نور محمد تونسوی صاحب شائع کر چکے ہیں۔'' (تقریظ تبلیغی جماعت پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۲۹)

جماعت اپنی محنت میں کامیاب ہے

حضرت مولانا رسال محمد صاحب دام ظلہ لکھتے ہیں:

''اس دنیا میں دین کے کام کرنے والوں کے کئی شعبے ہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہر ایک شعبہ میں کام کرنے والوں کی ایک لائن ہوتی ہیں جس کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ دین کے کاموں کو سرانجام دیتے رہتے ہیں۔ انہی شعبوں میں ایک شعبہ موجودہ دعوت و تبلیغ بھی ہے جس کے کام کرنے کی لائن فضائل کی کتابوں کی تعلیم اور اکابر کے مقرر کردہ چھ جامع اصول ہیں اور تبلیغی حضرات اس کو مد نظر رکھتے ہوئے دین کا کام کرتے ہیں اور بحمد اللہ پوری طرح کامیاب بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید ترقی عطاء فرمائیں۔'' (تبلیغی جماعت پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۳۱)

والفضل ماشهدت به الاعداء

غیر مقلدین کا علمائے دیوبند کو خراجِ تحسین

قسط: (۸۰)

رب نواز، احمد پور شرقیہ

جمعیت علمائے اسلام کے صدر

مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی لکھتے ہیں:

''مولانا عبداللہ صاحب درخواستی صدر جمعیت علماء اسلام (ہزاروی گروپ) اور قومی اسمبلی کے منتخب نمائندے مولانا مفتی محمود وغیرہ نے اپنے اخباری بیانوں میں کہا ہے کہ ان مقدمات کی تفتیش، مجرموں کا سراغ اور قتل کے پس منظر کی وضاحت بدرجہ آخر اربابِ حکومت کی ذمہ داری ہے۔''

(آثار حنیف بھوجیانی ۳/۲۰۶)

مولانا ابو الحسن علی ندوی

علم و فضل میں عالمی شخصیت

مولانا احمد شاکر صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ اپنے علم وفضل کے لحاظ سے ایک عالمی شخصیت تھے...مولانا ندوی رحمہ اللہ جب پاکستان تشریف لائے اور لاہور میں بھی انہوں نے ورودِ مسعود فرمایا'' (آثار حنیف بھوجیانی ۳/۳۴)

اہلِ قلم اور صاحب دل

مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب لکھتے ہیں:

''پاک وہند کے مشہور عالم، جو اہلِ قلم ہونے کے ساتھ صاحبِ دل بھی ہیں، جناب مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب پچھلے دنوں لاہور تشریف لائے ہوئے تھے ...طلبائے جامعہ سلفیہ نے آپ کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا جس میں مولانا موصوف کی علمی و تبلیغی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے ...ادارہ اشاعۃ السنۃ...کا اجمالی تعارف کرایا گیا۔ مولانا ابوالحسن علی صاحب نے سپاس نامہ کا جواب دیتے ہوئے مختصر مگر جامع اور پر مغز خطاب فرمایا''

(آثار حنیف بھوجیانی ۳/۳۵)

ندوی کی تقریر کے اقتباسات

''سنت نبوی علی صاحبها الصلوٰة والتحية کے ساتھ عشق صادق اور اس پر عمل میں شوق اور ولولہ، اس کے لیے دل میں سوز اور محبت، اس کی تبلیغ و اشاعت، پھر اس کو برپا اور نافذ کرنے کے لیے وہ تڑپ پیدا کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے''

(آثار حنیف بھوجیانی ۳/۳۵)

''حدیث پاک کے خلاف جو مہم کراچی کے ادارہ طلوع اسلام اور لاہور کے بعض اداروں کی طرف سے (غالباً اشارہ ادارہ ثقافتِ اسلامیہ کی طرف تھا) چلائی جا رہی ہے اس کے اثرات کو زائل کرنے کے لیے وسیع پیمانے پر علمی اور سنجیدہ قسم کا لٹریچر تیار کرایا جائے جس کی حسن وخوب صورتی کے ساتھ اشاعت ہو۔'' (آثار حنیف بھوجیانی ۳/۳۵)

ادائے شکر

''مولانا علی میاں کی تقریر کے بعد مرکزی جمعیت اہلِ حدیث کے صدر محترم حضرت مولانا سید محمد داود غزنوی صاحب مدظلہ العالی نے ان قیمتی مشوروں کے لیے موصوف کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا...'' (آثار حنیف بھوجیانی ۳/۳۵)

تجدیدی کارنامے

عبدالرشید عراقی صاحب ''مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن ندوی'' کتاب کے تعارف میں لکھتے ہیں:

''یہ رسالہ مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی کی تالیف ہے، اور اس کا پیشِ لفظ بھی شیخ الحدیث مولانا عبد القیوم حقانی حفظہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے۔ اس رسالہ میں مولانا علی میاں مرحوم کے تجدیدی کارناموں پر روشنی

ڈالی گئی ہے۔'' (مطبوعات القاسم اکیڈمی نمبر صفحہ ۲۲۷)

مجموعۂ کمالات

عراقی صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا سید ابوالحسن ندوی علی ندوی بہ یک وقت مختلف اور متنوع صفات کے مالک تھے۔ وہ ایک ممتاز عالمِ دین تھے اور ان کی گوناں گوں شخصیت ایک انجمن کا مرتبہ رکھتی ہے جنہوں نے بہ یک وقت شہرۂ آفاق ادیب و دانشور، مایہ ناز مفکر و مبلغ، ممتاز مفسر و محدث، معروف مؤرخ و محقق، مشہور سیرت نگار و سوانح نویس، وسیع القلب درویش و مصلح، و داعی الی اللہ، مقبول پاسبانِ ملت و میر کارواں، بلند پایہ نقاد، مبصر اور انشا پرداز، بے مثال مقرر اور معلم و مدرس اور عالم اسلام کا نامور مصنف، جو شہرت و نیک نامی اور مقبولیت اور سر بلندی حاصل کی وہ بہت کم لوگوں کو حاصل ہوئی۔''

(مطبوعات القاسم اکیڈمی نمبر صفحہ ۲۲۷)

گوناں گوخوبیاں

عراقی صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا علی میاں کو اردو، عربی اور فارسی و ادب پر یکساں عبور حاصل تھا، انگریزی زبان سے بھی شناسا تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ کی تقریر و تحریر میں علمیت اور ادبیت کے ساتھ ہی صداقت و طہارت، فضیلت و حکمت، رفعت و وسعت، فصاحت و بلاغت اور دعوت و عزیمت بدرجہ اتم کارفرما نظر آتی ہے۔ مولانا علی میاں نے اپنے اپنی علمی و ادبی اور تاریخی و تحقیقی کارناموں سے صرف برصغیر پاک و ہند میں نہیں بلکہ تمام دنیائے علم و ادب کے اہلِ ذوق کو اپنی طرف متوجہ کیا اور لوہا منوایا۔'' (مطبوعات القاسم اکیڈمی نمبر صفحہ ۲۲۷)

امتیازی خصوصیات

عراقی صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا بلال عبدالحی حسنی نے اپنے رسالہ میں مولانا علی میاں کی جن امتیازی خصوصیات کا ذِکر کیا ہے ان کی تفصیل یہ ہے: تفسیر، حدیث، ادب، تاریخ، فقہی بصیرت اور وسعتِ قلب، اعتدال و توازن، بصیرت ایمانی، درمندی و دلسوزی، محبت، دینی اور جذبۂ جہاد، طریقۂ دعوت، طریقہ تصنیف و تالیف، تصوف و سلوک، حسن اخلاق، حسنِ سلوک اور صلہ رحمی، دل آزاری سے حد درجہ اجتناب، زہد و استغناء، جرآت ایمانی، جود و سخا عزیمت و توکل، فنائیت و بے بسی، اخلاص و للّٰہیت، جامعیت، تجدیدی کارناموں پر ایک نظر۔'' (مطبوعات القاسم اکیڈمی نمبر صفحہ ۱۲۸)

تاریخ میں تفوق و امتیاز

عراقی صاحب لکھتے ہیں:

''تاریخ میں بھی حضرت نے تفوق و امتیاز حاصل کیا اور ایک عظیم داعی کی حیثیت سے تاریخ کا مطالعہ کیا اور اس سے وہ نتائج اخذ فرمائے جن کی طرف عام مؤرخ کی نگاہ نہیں پہنچتی۔ مولانا علی میاں خود تحریر فرماتے ہیں: میں نے سب سے زیادہ قرآن مجید سے مدد لی اور پھر تاریخ سے۔''

(مطبوعات القاسم اکیڈمی نمبر صفحہ ۲۲۸)

بے مثال خدمات

عراقی صاحب لکھتے ہیں:

''ندوۃ العلماء لکھنؤ نے اپنے دَور میں بڑے بڑے نامور علماء واعظین، مصنفین، محققین، مؤرخین، دانشور، صحافی، مدرسین اور عربی، فارسی اور اردو زبانوں کے بلند پایہ ادیب، نقاد، مبصر، مقرر اور شاعر پیدا کئے ہیں مثلاً علامہ سلیمان ندوی... مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہم اللہ اجمعین اور کئی دوسرے اصحابِ ندوہ جنہوں نے علوم اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ تاریخ و سیر، ادب و شاعری میں جو بے مثال علمی، دینی، مذہبی، تاریخی، ادبی، تحقیقی و شعری اور سیاسی خدمات انجام دی ہیں۔ برصغیر کی تاریخ میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔''

(مطبوعات القاسم اکیڈمی نمبر صفحہ ۳۸۱)

آئینۂ حیات ... قسط:۱۳

بیتی زندگی کی کچھ یادیں

مولانا ابوالحسن بھٹی، احمد پور شرقیہ

ہیڈ ماسٹر کے لئے سکول کا پورا گیٹ کھولنا

چونکہ گاؤں میں ہائی سکول نہیں تھا، اس لیے پرائمری کرنے کے بعد چھٹی کلاس کا داخلہ لینے کا شہر احمد پور شرقیہ صادق عباس ہائی سکول کچہری روڈ میں داخلہ لیا۔ چھٹی، ساتویں اور آٹھویں تین کلاسیں اسی سکول میں پڑھیں۔

اس سکول میں بارہا دیکھا کہ عام مہمانوں کی آمد پر گیٹ پر تعینات طلبہ چھوٹا گیٹ کھولتے اور مگر جب ہیڈ ماسٹر (مشتاق سیال) صاحب تشریف لاتے تو چھوٹے گیٹ کی بجائے بڑا گیٹ کھولتے اور بڑا گیٹ بھی مکمل کھول دیتے۔ تب میں سوچا کرتا تھا کہ ہیڈ ماسٹر بھی تو چھوٹے گیٹ سے اندر آ جاسکتے ہیں اور اگر بڑے گیٹ سے آئیں تب بھی گیٹ کو مکمل کھولنے کی تو ضرورت نہیں تو پھر ایسا کیوں کیا جاتا ہے۔؟

جب مدرسہ آئے اور کتابیں پڑھیں تو اس کی صحیح حقیقت سمجھ آئی کہ بڑا گیٹ کھولنا اور پھر پورا کھولنا یہ اُن کے اعزاز واکرام کے لیے ہے۔ حدیث میں آتا ہے جو نماز کا اہتمام کرتا ہے قیامت کے دن اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جائیں گے۔

جنت میں داخلہ کے لیے ایک دروازہ کا کھل جانا بھی کافی ہے مگر آٹھوں دروازوں کا کھلنا جنتی کے لیے اعزاز ہے۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جنت میں جانے کے لیے ایک دروازے کا کھل جانا بھی کافی ہے کیا کوئی ایسا خوش قسمت بھی ہے کہ جس کے لیے جنت کے آٹھوں در کھل جائیں۔ آپ نے فرمایا: جی ہاں! وانا اجوا ان تکون منہم اور مجھے اُمید ہے کہ آپ بھی انہی لوگوں میں۔ ہیں جن کے لئے جنت کے آٹھوں در کھلیں گے۔

عربی سے شغف

مجھے بچپن سے قرآن حفظ کرنے کا شوق تھا۔ [...] والوں نے کہا: پرائمری پڑھ لے، پھر حفظ کر لینا۔ ا[...] لیے پرائمری تک نسبتاً شوق سے پڑھتا رہا۔ ج[...] پرائمری ہوگئی، اب گھر والوں کی فرمائش تھی کہ چھٹی [...] کرلو۔ چونکہ چھٹی، اسی طرح ساتویں اور پھر آٹھو[...] اپنی خوشی کے خلاف محض گھر والوں کے حکم پہ پڑھیں [...] اس لیے ان تین سالوں میں پڑھائی کا وہ ذوق وش[...] نہیں رہا جو پرائمری تک تھا۔ البتہ مجھے عربی زبان [...] انس تھا، اس لیے عربی کتاب کو شوق سے پڑھا۔ ا[...] زمانہ میں چھٹی سے عربی شروع کرائی جاتی تھی۔

سکول میں محض عربی الفاظ کا ترجمہ پڑھایا جاتا ت[...] صاف ظاہر ہے کہ گرائمر پڑھے بغیر عربی صحیح معنی [...] سمجھ نہیں آسکتی، تاہم چونکہ عربی پڑھنے کا شوق تھا ا[...] لیے دیگر طلبہ کی بہ نسبت کتاب سے مناسبت زیادہ تھی

غالباً ساتویں کی عربی تھی امتحان ہوا میرے اور ا[...] طالب علم حبیب مسن دونوں کے عربی کے پرچہ میں [...] میں سے ۸۰...۸۰ نمبر آئے، باقی سب کے نمبر کم تھے [...] استاد صاحب نے سکہ کو اوپر پھینکنے کے ذریعہ قر[...] اندازی کی تو انعام میرا نکلا۔ میں نے پرچہ وصول [...] اسے دیکھا تو پتہ چلا استاجی کو نمبرات کے شمار کر[...] میں غلطی لگی ہے۔ چنانچہ استاد کو پرچہ پیش کر کے [...] ثانی کا کہا۔ استاجی نے نظر ثانی کے بعد فرمایا:

''آپ کے ۹۰ نمبر بنتے ہیں، لہذا قرعہ اندازی۔ بغیر بھی آپ ہی انعام کے مستحق ہیں۔''

ہم لڑائی جھگڑے سے پیار تو ختم کر لیتے ہیں مگر پیار سے لڑائی جھگڑے ختم نہیں کرتے!۔ [زوجہ محمد خلیل گوارسیہ، ملتان]

جامعہ خیرا لمدارس کے شیخ الحدیث

حضرت مولانا منظور احمد رحمہ اللہ

(چوتھی قسط)

رب نواز، احمد پور شرقیہ

حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب کے تاثرات

ذیل میں جامعہ فتحیہ کے شیخ الحدیث استاذ محترم حضرت مولانا سلیمان صاحب دام ظلہ کے تاثرات درج کئے جاتے ہیں جوانہوں نے بندہ کے سنائے۔ یاد رہے کہ استاد محترم ماشاءاللہ حضرت مولانا منظور صاحب کے براہ راست شاگرد ہیں۔ (رب نواز)

☆...حضرت مولانا یاسین صابر صاحب دام ظلہ بیضاوی پڑھاتے ہوئے بسم اللہ کی باء کے بارے میں عبارت انما کسرت الباء ...عبارت سمجھائی اور پھر فرمایا بیضاوی کا امتحان عموماً تقریری ہوتا ہے اور امتحان بھی حضرت مولانا منظور احمد صاحب کے پاس ہوتا ہے اور وہ ہر سال اس کتاب میں یہی مقام طلبہ سے سنا کرتے ہیں اس لیے اسے خوب یاد کرلو۔

چنانچہ ہم نے اس مقام کو اچھی طرح یاد کیا اور استاد صاحب کی پیش گوئی کے مطابق بیضاوی کا امتحان حضرت مولانا منظور احمد صاحب کے پاس تھا اور انہوں نے وہ مقام سنا بھی تھا۔

☆...ہمیں انہوں نے مسلم شریف پڑھائی۔ ان کا معمول تھا جب سبق پڑھانے کے لئے تشریف لاتے تو ایک دو منٹ سر جھکا کے خاموش رہتے۔ نہ جانے اس دَوران وہ کیا پڑھتے، کیا سوچتے تھے۔ پھر سبق شروع فرماتے۔

☆...مسلم شریف پڑھانے کا انداز اس طرح تھا کہ باب یا صفحہ کی جو بڑی اور مفصل حدیث ہوتی اس کو تفصیل سے پڑھاتے اور باقی چھوٹی چھوٹی حدیث / حدیث کے ٹکڑوں کا محض ترجمہ کرا کے آگے چلنے کا فرما دیتے۔

☆...جب حدیث جبریل پر پہنچے تو اس میں مذکور جملہ ''ما الاحسان'' کی تشریح کرتے ہوئے تصوف کی اہمیت، برکات، فوائد، اور پھر تصوف سے دُوری کے نقصانات وغیرہ تفصیل سے سمجھائے اور پیر طریقت احباب سے بیعت ہونے کی ترغیب دی۔

☆...کبھی خاص خاص اعمال کی بات آ جاتی تو ان اعمال کے حاملین کا تذکرہ کرتے ہوئے اوپر سامنے کی طرف ہاتھ اُٹھا کر ٹھنڈا سانس بھرتے اور پھر فرماتے:

مولانا ہم انسانوں کو دیکھا ہے۔ مطلب اپنے اکابر کو دیکھا ہوا ہے جو صحیح معنی میں انسان تھے۔

☆...حضرت الاستاذ رحمہ اللہ طلبہ کی حاضری رجسٹر پہ نہیں لیتے تھے۔ پہلے دن فرما دیتے تھے آج ہر طالب علم اپنی اپنی نشت گاہ کا انتخاب کرلے۔ کل سے اسی منتخب جگہ / ڈیسک پہ آخر سال تک بیٹھنا ہوگا۔

چنانچہ جب کوئی نشت خالی ہوتی تو آپ سمجھ جاتے کہ فلاں نشت کا طالب علم غائب ہے اگلے دن اس کی سختی سے باز پرس فرماتے۔

☆...ناغہ پر بہت باز پرس کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ ان کے سبق میں طلبہ ناغہ نہ کرتے تھے یہاں تک کہ کوئی طالب علم اگر جمعہ نماز کے بعد بھی گھر گیا ہوتا تو وہ ہفتہ کی صبح کو حضرت کے سبق میں لازمی شرکت کرتا۔

☆...حضرت الاستاذ کے بارے میں سب کو معلوم ہے کہ وہ جامعہ خیرالمدارس میں تھانیدار صاحب مشہور تھے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ باز پرس بہت کیا کرتے تھے اگرچہ زیادہ مارتے نہیں تھے مگر پوچھ گوچھ اور رعب و دبدبہ کی وجہ سے طلبہ ڈرتے تھے۔ یوں وہ تھانیدار کے لفظ سے مشہور ہوگئے تھے۔

جنت کا دروازہ

اہلیہ مولانا رفیع اللہ بھٹی، شوکت آباد

بابا آپ کے ہاتھ بہت مضبوط ہیں ناں؟ وقار اپنے ننھے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔

ہاں بیٹا جب یہ مضبوط ہو جائیں گے تب یہ کمزور ہو جائیں گے۔ انہوں نے ننھے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔

''وہ کیسے بابا..؟'' وقار کم عمر لیکن بہت ذہین بچہ تھا۔ نہ تو سوال کرنا اس کی عادت تھی...

''بیٹا جب میں بوڑھا ہو جاؤں گا ناں تو آپ طاقت ور جوان ہوں گے۔ تب مجھے آپ کے سہارے کی ضرورت ہوگی... اس وقت آپ مضبوط... اور میں کمزور... اب آپ گر جاتے ہو میں اٹھا لیا کرتا ہوں ناں... ایسے مجھے بڑھاپے میں آپ کا سہارا چاہیے ہوگا''... وقار کو بات سمجھ آ گئی تائید میں سر ہلانے لگا۔

اسلامک یونیورسٹی آف کنیڈا کے ہال میں سر عبد الہادی کے لیکچر میں پتہ نہیں کیوں یہ منظر اس کی آنکھوں کے سامنے آ گیا وہ آنکھیں صاف کرتا باہر نکل گیا... اور سر عبدالہادی نے اچھی طرح وقار حیدر کو دیکھ لیا۔

☆...☆...☆...☆...☆

آج وقار حیدر ربانی کا الوداعی دن تھا اور وہ تعلیم مکمل کرنے کنیڈا جا رہا تھا... دعوت زوروں پر تھی۔ حیدر ربانی نے بیٹے کی خوشی کے لیے خاندان بھر کو مدعو کیا تھا... حیدر ربانی نہ چاہتے ہوئے بہت خوش نظر آ رہے تھے۔ لیکن ایک ہاتھ سے بار بار آنکھ صاف کرتے... وقار حیدر دوستوں کو میز پہ بیٹھا بابا کو دیکھ رہا تھا... لیکن... وہ جوانوں کی تکمیل کے لیے مجبور تھا۔

☆...☆...☆...☆...☆

آج اسے گئے ہوئے چھ ماہ ہو گئے اس نے کہا کہ بابا اور ماما کو وینا سے شادی کی خوش خبری سنا دوں ...فون کی بیل مسلسل بج رہی تھی ... رشیدا... رشیدا... رشیدا حیدر صاحب نے کھانستے ہوئے ملازم کو آواز دی آخر کار فون خود اُٹھا لیا خوشی سے نہال ہو گئے ... بیٹے تو تو جا کے بھول گیا... سنا اپنا حال تو ٹھیک ہے ناں؟ ... ہاں بابا بس وقت کم ہے۔ میں نے کہا بابا کو بتا دوں میں نے وینا سے شادی کر لی۔ آپ کی بات کرواؤں حیدر صاحب کی آواز گلے میں پھنس گئی... شادی ... شادی .کیسی شادی بیٹا۔ تیرے ماما بابا پورا خاندان ادھر، کیسے شادی کر لی... وہ کچھ بول نہ سکے... وقار حیدر ربانی نے کال کاٹ دی آواز جو نہیں آ رہی تھی ...وہ بابا کی کیفیت سمجھ گیا... لیکن مجبور تھا .. بیگم حیدر ربانی رو دھو کے چپ کر گئیں اکلوتی اولاد کے ارمان دل میں دفن کر دیئے ...لیکن وقار صاحب کو شاید بہت صدمہ پہنچا اور وہ چارپائی کے ہو کر رہ گئے

☆...☆...☆...☆...☆

کتنا خوب صورت محل ہے واؤ... پتھر بہت قیمتی لا اس میں۔ بنانے والوں نے بڑی محنت سے بنایا... وہ محل کے چاروں طرف گھومنے لگا... بہت عالی شان محل تھا..اوہ یہ کیا... وہ محل پہ لگی تختی پہ نام پڑھنے لگا... وقار حیدر ربانی۔ بہت خوب صورتی کے ساتھ پتھر کی تختی پہ اس کا نام منقش تھا... وہ اور زیادہ حیران ہو گی... اور اس محل کا دروازہ ڈھونڈنے لگا کہ ہے تو میرا اندر جاؤں کیا بابا نے میرے لیے بنوایا ہوگا...

آہ! یہ کیا...ان کو تو دنیا سے گئے پانچ سال ہو گئے. وہ پسینے سے شرابور تھا... لیکن محل کا دروازہ نہ ملنا تھا، نہ ملا ... یہ کوئی پر اسرار چکر لگتا ہے۔ یہ کیا... عمارت کا گیٹ تو

سر پر محبت سے پھرنے والے ہاتھ جتنے کم ہوتے جائیں زندگی کی تلخیاں اتنی بڑھتی جاتی ہیں۔ [اخت سمیع اللہ ناصر، لیہ]

پہلے بنایا جاتا ہے وہ بہت حیران تھا۔اس کی آنکھ کھل گئی ...اس کو سمجھ آگئی یہ خواب تھا...وہ بہت پریشان تھا۔

☆...☆...☆...☆...☆...☆

سر عبدالہادی بہت نیک انسان تھے۔انہوں نے کل وقار کو کلاس روم سے یوں جاتے دیکھ لیا... بہت نرمی سے پوچھا...وقار حیدر بیٹا کیا بات ہے آپ بہت پریشان نظر آتے ہو...آج بابا جانی کے بعد اسے پہلی بار کسی نے پیار سے بیٹا بلایا..وہ پہلے ہی بہت پریشان تھا... بابا جیسی شفیق ہستی کے سامنے وہ رو پڑا... سر عبدالہادی نے رونے دیا۔

اب وہ منہ دھو کے آچکا تھا...جی بیٹا...کیا بات ہے۔ اس نے خواب سنایا۔سر نے بہت آرام سے گفتگو کا آغاز کیا۔بیٹا ماں جنت ہے تو باپ اس جنت کا دروازہ تو وہ خواب میں آپ کا جنتی محل تھا۔آپ کو دروازہ نہیں ملا کیا بابا ناراض تھے...جی۔بمشکل وہ بولا...آپ اپنی بابا کی روح کے سکون کے لیے ایصال ثواب کی جدوجہد کرو،آپ کو سکون ملے گا...ان شاء اللہ۔

......

رسول اللہ کی آمد سے پہلے انسانیت کی حالت

انتخاب: بنت حافظ ارشد، فاطمہ بنت خطاب

تقریبا چھ صدیاں ضلالت کے سناٹے اور کفر و شرک کی خاموشی گزر چکی تھیں۔تقدیس الٰہی کا وہ خاص مقام جو وادئ غیر ذی زرع یعنی بن کھیتی کی سرزمین میں کعبہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور رحمتِ حق کا وہ گہوارہ جس کی بنیاد حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما الصلوۃ والسلام جیسے پاک معماروں کے مقدس ہاتھوں سے رکھی گئی تھی۔دنیا کے بُت کدوں میں وہ سب سے بڑ اور عظیم بتکدہ بن گیا تھا۔جہالت وضلالت کے تاریک اور گھنگور بادل تہ بہ تہ جمع ہوتے اور کفر و شرک کی بارش برسا جاتے،کسی قوم یا کسی خاندان ،کسی ملک یا کسی سرزمین کی تخصیص نہیں،عرب ہو یا عجم ،مشرق ہو یا مغرب،کائنات کا ذرہ ذرہ خوابِ غفلت میں سرشار اور پردۂ ظلمت میں مستور تھا۔شکل وصورت میں اگرچہ وہ انسان تھے مگر خصائل اور شمائل میں وہ حیوانوں سے بھی بدتر ہے۔اولئك كالانعام بل هم اضل ۔

کوئی لات ومنات پر شیدا تھا تو کوئی عزیٰ اور نائلہ پر،کوئی مہا دیو اور کرشن کی مورتیوں کا پجاری تھا تو کوئی شمس وقمر اور آگ پر مفتون،کوئی احبار ورہبان کو ارباب بنائے بیٹھا تھا تو کوئی اہرمن اور یزداں کی ثنویت کا قائل تھا کوئی کاہن ونجم سے غیب کی باتیں پوچھتا تو کوئی عشق ومعاشقہ اور مدح وہجو کی شاعرانہ داستانیں سُننے کا شائق ،غرض ربعِ مسکوں کا چپہ چپہ خدائے واحد اور مالکِ حقیقی کو فراموش کر کے خود ساختہ اصنام واوثان پرستی میں منہمک اور احبار ورہبان کی عبادت میں مشغول ومصروف تھا اُس وقت شجرِ زندگی کی ہر شاخ سے نمی خشک ہو چکی تھی ،تہذیب وتمدن کے پھول وحشت اور بربریت کی بادِ سموم سے مرجھا چکے تھے۔حُسنِ عمل کے زندگی بخش چشمے یکسر خشک ہو چکے تھے۔زمین پر جوہر انسانیت کی سرسبزی اور شادابی کا کہیں نشان باقی نہ تھا۔کشت مذاہب واخلاق کے برائے نام حدود تو باقی تھے لیکن فصلیں بالکل اُجڑ چکی تھیں اس وحشت اور سراسیمگی کے عالم میں خاسر ونامراد انسان اِدھر اُدھر مارا مارا پھرتا تھا لیکن خدا کی اس وسیع زمین پر اُسے کہیں روحانی زندگی کا نشان اور تازگی کا کوئی سُراغ نہیں ملتا تھا۔چاروں طرف سے مایوس ہو کر اس کی نگاہیں رہ رہ کر آسمان کی طرف اُٹھتی تھیں اور صرف ایک پکار سننے والے کو پکار پکار کر کہتی تھیں۔متی نصر الله یہ وقت تھا کہ فطرت کے اٹل قانون کے مطابق اس افسردگی اور پژمردگی کو پھر سے تازگی اور شگفتگی میں بدل دیا جاتا اب وہ وقت آگیا تھا کہ آسمانوں کے وہ دروازے جو صدیوں سے زمین پر بند کر دیئے گئے تھے۔یکا یک کھل جائیں۔

(ازافادات: حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر)

یادوں کے دریچے

بھائی کی یاد میں

اخت حافظ عبدالجبار سیال (لاہور)

بچپن کسے اچھا نہیں لگتا، کسے یاد نہیں ہوتا۔ کون ہے جو بچپن کی خوب صورت یادوں کو بھلا دے۔ ماں کا پیار اور باپ کی شفقت محسوس نہ کرتا ہو۔ وہ گرتے پڑتے چلنا، گود میں بیٹھنا، ماں کی بانہوں میں جھولا جھولنا۔ جب توتلی زبان بولنا عیب نہ ہو، بلکہ الٹی سیدھی باتوں پر اور بھی پیار آئے۔ باپ کی انگلی پکڑ کر ساتھ جانے کی ضد کسی قیمت ختم نہ ہو۔ کچھ میرا بچپن بھی ایسا گزرا، میرے ساتھ میرا ایک ہم عمر بھائی ''ابو ہریرہ'' تھا۔ ایک دوسرے سے لڑنا، چیزیں چھیننا اور ایک دوسرے کا بہت احساس کرنا۔

مجھے یاد آتا ہے کہ ایک دفعہ ڈاکٹر کے پاس ہم دونوں بہن بھائی ابو کے ساتھ دوائی لینے گئے تھے۔ ٹیکہ بھائی کو لگا تھا اور چیخیں میری نکل گئیں تھیں۔ جب دونوں سکول گئے تھے تو پہلے ہی دن ہم دونوں رو رہے تھے، بھائی تو چپ ہو گیا، لیکن میں مسلسل رونے لگی۔ استاد صاحب نے مجھے چپ کرانے کے لیے ایک ہلکا سا تھپڑ مارا اور پھر اگلے ہی لمحے بھیا نے استاد کو بالوں سے پکڑ لیا کہ بہنا کو تھپڑ کیوں مارا۔ ظاہر ہے بچہ جو تھا گھر آئے تو ابو نے سمجھایا:

''بیٹا! استاد تو روحانی باپ ہوتا ہے، اس کا احترام بہت ضروری ہے''

ایک دفعہ بازار سے ابو نے غبارہ خرید کر دیا تو میں نے غبارے والے کی طرف اشارہ کر کے کہا:

''ابو! بھیا'' ابو میری بات نہ سمجھ کے آگے بڑھنے لگے، تب تو میں نے روتے ہوئے کہا:

''ابو! بھیا''

بات ابو کی سمجھ میں آ گئی کہ یہ اپنے بھائی کے لیے بھی غبارہ خریدنا چاہتی ہے۔ وقت یوں ہی گزرتا رہا۔ ہم دونوں بہن بھائی ایک دوسرے کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ہم عمر ہونے کی وجہ سے اکٹھے سکول جاتے اور اکٹھے ہی واپس آ جاتے۔ بھیا میری زندگی تھا۔ بھیا کی محبت میں صبح کرتی اور بھیا کی محبت میں شام۔ میں نے میٹرک کے بعد ایف ایس سی کیا، بھیا نے بھی عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی خوب حاصل کی۔

اچانک ابو کو دل کا دَورہ پڑا اور وہ ہمیں تنہا چھوڑ کر چلے گئے۔ اس دن بھیا کے گلے لگ کر میں بہت روئی تھی:

''بھیا! اب تم ہی میرا سب کچھ ہو۔'' بھیا کی آنکھوں سے آنسو نہ تھم رہے تھے، لیکن زبان بہت خاموش تھی۔ بس وہ میرے سر پر ہاتھ رکھ کر تسلی دے رہے تھے۔ ابو کی وفات پر میں سمجھ رہی تھی کہ شاید اس سے تاریک دن شاید مجھ پر کبھی نہیں آئے گا لیکن آنے والے حالات کی کسے خبر ہوتی ہے۔ ابو کی وفات کے بعد تو بھیا نے اپنی محبتوں کی انتہاء کر دی۔ باپ سے بڑھ کر پیار دیا۔ اکثر میری پسند کی چیزیں لاتے اور گھر آ کر میری آنکھیں بند کرواتے اور پھر پوچھتے:

''حنانہ بولو! تمہارے لیے کیا لایا ہوں۔'' اور میں کئی کئی بار اندازے لگاتی، تب وہ آنکھیں کھلوا کر وہ چیز میرے حوالے کر دیتے۔ بھیا اکثر کہا کرتے تھے:

حنانہ! دعا کیا کرو کہ اللہ مجھے شہادت کی موت عطا کرے۔ شہادت کے لیے میرا دل بہت بے چین رہتا ہے۔'' میں اوپر سے آمین کہہ دیتی مگر اندر سے میرا دل لرز کر رہ جاتا۔

قبر کی تنہائی سے پہلے بھی قدرت ہمیں کئی بار تنہا کرتی ہے تاکہ ہم خالق کے حقیقی تعلق کو سمجھ سکیں۔ [بنت سلیمان، ماڈل کالونی کراچی]

بھیا! کو ختم نبوت سے عشق تھا۔اس نے مسجد کے منبر ومحراب سے لے کر چوکوں اور چوراہوں میں بھی ختم نبوت کی آواز لگائی۔پھر اللہ نے ان سے ختم نبوت کا ایک اہم کام لیا۔ ہمارے محلے میں قادیانیوں نے ایک گھر میں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے ایک لڑکی سے قادیانی کی شادی کر دی۔شادی کے کچھ عرصہ بعد لڑکا برطانیہ چلا گیا۔کئی سال تک انہوں نے قادیانی مذہب کو چھپائے رکھا اور پھر اس عرصے میں ان کے ہاں ایک بچی پیدا ہوئی۔اب وہ لڑکا اکثر اپنی چھوٹی بیٹی کو فون پر کچھ اشعار سناتا اور اُسے دہرانے کے لیے کہتا۔ جب بچی کی ماں سے وہ اشعار سنے تو وہ قادیانیوں کی تبلیغی تھی۔اسے یقین ہو گیا کہ اس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔ اس نے ساری بات گھر والوں کو بتائی تو وہ بے حد پریشان ہوئے۔ محلے والوں نے ساری صورت حال بھیا کے گوش گزار کی۔ یہ سن کی بھیا کی بے چینی دیکھنے والی تھی۔اسے نہ دن کو چین آتا اور نہ رات کو نیند۔ میں نے کئی بار اسے مصلے پر تڑپتے اور روتے دیکھا۔ بھیا نے ختم نبوت سے تعلق رکھنے والے کئی دوسرے لوگوں سے بات کی۔آخر عدالت میں ان لوگوں کے خلاف مقدمہ درج کرا دیا گیا۔ بھیا کی دن رات کی محنت رنگ لائی اور وہ لوگ بہت بُری طرح ذلیل و رسوا ہوئے۔

اسی عرصے میں میرے لئے رشتہ آیا اور بات پکی ہو گئی۔اب بھیا کو ہر وقت میری شادی کی فکر رہنے لگی۔ ایک رات ان کی موبائل پر ایک کال آئی اور وہ لوگ اپنا بدلہ لینے کے لئے قتل کی دھمکی دے رہے تھے۔

یہ جمعے کے دن کی صبح تھی۔آج صبح ہی سے انجانی سی بے چینی مجھے ستا رہی تھی۔ بھائی سفید سوٹ پہن کر جمعہ پڑھانے کے لیے گھر سے نکلے اور پھر کچھ ہی دیر میں آسمان ٹوٹ پڑا۔میرا دل دھڑکنا بھول گیا۔بھیا کی مسجد میں دہشت گردوں نے نے فائرنگ کر دی تھی۔ بھیا کا سفید سوٹ سرخی میں تبدیل ہو گیا تھا۔میرا جگر پھٹا جا رہا تھا۔ مجھے تو کئی دنوں تک ہوش ہی نہ آیا جب ہوش آتا تو بے ہوش ہو کر گر جاتی۔شہادت کے فضائل کا مطالعہ کرتی تو کچھ حوصلہ ہوتا۔ تین ماہ بعد میری رخصتی کر دی گئی۔رخصتی کے وقت میری نگاہیں اپنے بھیا کو تلاش کر رہی تھیں کہ وہ آئے اور پھر سے میرے سر پہ ہاتھ رکھے۔ایک رات میں نے خواب میں بھیا کو دیکھا، میں نے بھیا سے کہا:

''بھیا! کیا آپ فوت ہو گئے ہیں'' یہ میری آواز ایک خیالی صدا تھی، اس لیے اس کا جواب بھی بھیا کی ترجمانی میں میرا ہی خیال دے سکتا تھا:

''بہنا! آپ کو پتہ نہیں کہ شہید زندہ ہوتا ہے''

سچ ہے اپنی رب کی رضا پر جان دینے والے کبھی نہیں مرتے۔ایک نظم کے چند اشعار بھیا اور دیگر شہداء اسلام کے نام پر۔

ہم دشت کے باسی ہیں اے شہر کے لوگو
یہ روح پیاسی ہمیں ورثے میں ملی ہے
دکھ درد سے صدیوں سے تعلق ہے ہمارا
یہ آنکھوں کی اداسی ہمیں ورثے میں ملی ہے
جاں دینا روایت ہے قبیلے کی ہماری
یہ سرخ لباسی ہمیں ورثے میں ملی ہے

....

اعلان

حضرت مولانا مفتی واحد بخش رحمہ اللہ (احمد پور شرقیہ) کے حالات پر بندہ نے مفصل مضمون لکھنا ہے۔ جن لوگوں کے پاس ان کے متعلق بلا واسطہ یا بالواسطہ معلومات ہوں، بندہ کو مطلع فرمائیں۔اطلاع دینے والوں کے نام سے ارسال کردہ مواد کو مضمون کا حصہ بنایا جائے گا، ان شاء اللہ۔ (رب نواز عفا اللہ عنہ)

ذمہ دار کون؟

س: بنت خدا بخش، جامعہ زینب للبنات احمد پور شرقیہ

والدہ: جی فرمایئے آپ نے مجھے کیوں بلایا؟

ٹیچر: جی ہمیں یہ بتانا تھا کہ اسکول میں اسٹوڈینٹس کو موبائل فون لانے کی اجازت نہیں، اس لئے ہم نے آپ کی بیٹی سے موبائل فون لے لیا ہے محترمہ!

والدہ: ہم نے خود لے کر دیا ہے کیونکہ کبھی گاڑی وغیرہ آنے میں لیٹ ہو جائے تم ہم سے رابطہ کر سکے۔

ٹیچر: مگر جب تک آخری لڑکی نہیں چلی جاتی تب تک آپا کی ڈیوٹی ہے اور فون تو ہم اسکول سے کرا دیتے ہیں کیونکہ اسکول کی ذمہ داری ہے۔

والدہ: مگر ہمارا خیال ہے کہ موبائل فون رکھنے کی اجازت ہونی چاہیے اور آپ کو ہماری بیٹی سے موبائل فون چھین کر نہیں رکھنا چاہیے تھا۔

ٹیچر: اس عمر کے بچوں کو موبائل فون سوچ سمجھ کر ہی دینا چاہیے کہ اب تو موبائل کے ذریعہ نیٹ پر بھی ہر رسائی آسان ہوگئی ہے اور پھر وہاں پر ہر قسم کی ویب سائٹ ہوتی ہیں۔ آپ کو پتہ ہے کہ آپ کی بچی کے موبائل میں کیسے اخلاق باختہ پیغامات اور تصاویر سیوڈ ہیں؟ آپ والدہ ہیں آپ کو بچوں کی تربیت احتیاط سے کرنی چاہیے۔

والدہ: آپ میری بچی پر گھٹیا الزامات لگا رہی ہیں۔

ٹیچر: محترمہ! اساتذہ کا فرض ہے کہ وہ آپ کو بچی کی نازیبا رویوں کے بارے میں بتائیں، آپ کو تو اس بات پر سخت نوٹس لینا چاہیے کہ وہ کسی لڑکے کے ساتھ بہت حد تک انوالڈ ہے اور وہ نازیبا کمیونیکشن کرتے ہیں۔

والدہ: بس بس ہم جانتے ہیں کہ وہ کون لڑکا ہے اور ہماری اجازت سے وہ آپس میں بات کرتے ہیں اور ہم ان کی شادی کی بات طے کریں گے موبائل واپس کیجیے۔

ٹیچر: کمال ہے کیسی ماں ہیں کہ بیٹی کی حرکتوں پر پردہ ڈال کر اس کی سائیڈ لے رہی ہیں.....

☆...☆...☆...☆...☆

ٹیچر: محترمہ ہم نے آپ کو دوبارہ اس لئے زحمت دی ہے کہ آپ کی بیٹی آج ساڑھے نو بجے اسکول پہنچی ہے جب کہ اسکول آٹھ بجے پہنچنا ہوتا ہے۔

والدہ: کیا؟ مگر گھر سے تو ساڑھے سات بجے نکلی تھی۔

ٹیچر: اور چوکیدار نے بتلایا ہے کہ کوئی اور گاڑی آئی تھی جس میں کوئی نوجوان لڑکا تھا اسے ڈراپ کر کے گئی ہے وہ آپ کو گاڑی کو پہچانتا ہے۔

والدہ: ارے وہ اس کا کزن ہے۔ آپ نے تو میری بچی سے اتنی سختی سے باز پرس کی ہے کہ وہ خوف سے پیلی پڑ گئی ہے۔ حد ہے میں اسے لے کر جا رہی ہوں گھر اپنے ساتھ۔

ٹیچر: حیرت ہے آج کل ماؤں نے تو جیسے جان بوجھ کر آنکھیں بند کی ہوئی ہیں۔

☆...☆...☆...☆...☆

والد: میڈم یہ بتائیں کہ میری بیٹی تو اسکول آئی تھی پھر اسے باہر جانے کی اجازت کیسے ملی؟ میں اسے ایک ہوٹل سے لے کر آیا ہوں جہاں میرے کسی جاننے والے نے مجھے اطلاع دی کہ وہ ایک لڑکے کے ساتھ موجود ہے۔ اسکول کی ذمہ داری ہے کہ وہ خیال رکھے کہ اسکول ٹائم میں کوئی بچی ایسے نہ نکل جائے۔ دکھ اور غصے سے بھرے باپ نے کہا۔

ٹیچر: مگر آپ کی بیٹی تو آج اسکول آئی ہی نہیں۔

والد: کیا؟

ٹیچر: اور آپ والدین ان کو اجازت کیسے دیتے ہیں کہ وہ اسکول فنکشنز میں ٹائٹ جینز اور باریک لباس پہن کر بغیر پردہ کے آئیں؟ (بقیہ صفحہ ۳۹ پہ)

فاتبعونی ...

سنت نبوی زندہ کرو

بنت محمد ہاشم، جامعہ رشیدیہ للبنات

آج جامعہ سے واپسی پر میری نظر ایک رکشہ پر پڑی، رکشے کے دروازے پر لکھا تھا ''بسم اللہ پڑھ کر سوار ہوں'' میری نظر جب رکشہ چلانے والے پر گئی دیکھا کہ وہ ایک مفلس، ضعیف اور باریش شخص تھا۔اس کے ملتے ہونٹ ظاہر کر رہے تھے کہ وہ ذکر میں مشغول ہے اور ساتھ ہی چہرے سے سکون ٹپک رہا تھا۔ظاہر ہے کہ حلال کمانے والوں کے چہرے ایسے ہی پرسکون ہوتے ہیں...

لیکن اچانک میرے ذہن میں خیال آیا کہ کیا وہ مفلس وغریب ہے...؟ پھر میرے ضمیر نے جواب دیا کہ ''نہیں'' وہ مفلس وغریب کیسے ہوسکتا ہے جو سنتوں کا پابند ہو جس کا دل ہر لحہ اللہ کی یاد میں مشغول ہو بلکہ اسے دیکھ کر دوسرے کو بھی اللہ کی طرف متوجہ ہونے کی توفیق ہو جاتی ہو...خیر پتہ نہیں چلا رکشہ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

اچانک ہماری وین نے ہچکولا کھایا رک گئی۔وین سے ایک لڑکی اتری ماڈرن قسم کی تھی۔اس لڑکی نے اترتے وقت وین کی طرف ہاتھ کر کے اپنے ہاتھ کو ہلایا اور ''بائے'' کہہ کر چلی گئی۔اس کے اترتے ہی وین بھی چل پڑی...اور میں سوچوں کے سمندر میں کھوگئی۔ اور ذہن میں کچھ دیر پہلے والا منظر گھوم گیا کہ وہ ضعیف العمر شخص اور مفلس وغریب اور سنتوں کو پھیلانے والا اور چہرے سے پڑھا لکھا بھی نہیں لگ رہا تھا، اور دوسری طرف یہ پڑھی لکھی اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکی ،لیکن اس میں وہ شعور نہیں تھا جو میں نے رکشے والے میں دیکھا۔یہ تھا ان پڑھ اور پڑھی لکھی میں فرق۔سوچیں یہ فرق کیوں پیدا ہوا؟ ہاں صرف اس وجہ سے کہ ہم سنتوں کو چھوڑ کر انگریزوں کی راہ پہ چل پڑے ہیں اور پھر ہم سمجھ بیٹھے کہ شاید پڑھا لکھا فرد کہلانے کے لئے پہلے سنتوں کو ذبح کرنا پڑے گا۔سوچیں ہمارا دین اور سنتوں پر عمل کرنا صرف اور صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم تک ہی محدود تھا؟ کیا آج اللہ نے شریعت بدل دی ہے؟ کیا قرآن کے الفاظ بدل گئے ہیں؟ کیا آج ہم مسلمان کہلائے جانے کے قابل ہیں...؟

نہیں جی نہ تو دین اور سنتوں کو پھیلانا صحابہ کرام تک محدود تھا، نہ اللہ نے شریعت بدلی ہے اور نہ ہی قرآن مجید کے الفاظ بدلے ہیں بلکہ صرف اور صرف ہم نام نہاد مسلمانوں کی سوچ بدلی ہے، ہاں ہمیں آج صرف اس پُرفتن دَور میں آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو زندہ کرنا ہے۔آج میں اور آپ یہ عہد کر لیں کہ بہر صورت ہمیں سنتوں کو زندہ کرنا ہے کیونکہ فرمان نبوی ہے: جو میری ایک سنت زندہ کرے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔تو آئیں ہم آج اس پُرفتن دَور میں سنتوں کو زندہ کر کے سو شہیدوں کے ثواب کا مستحق بنیں۔

....

بقیہ ذمہ دار کون..؟.

والد : یہ ہمارا نجی (ذاتی) معاملہ ہے،ہم جس کلاس سے تعلق رکھتے ہیں وہاں ایسا لباس نازیبا نہیں سمجھا جاتا، پردہ تو دور کی بات۔

ٹیچر : یہ جواب آپ کی مسز بھی دیا کرتی تھی جنہیں ہم بار بار آپ کی بچی کی غلط حرکتوں کی آگاہی دیتے رہے تھے۔آج جو کچھ بھی ہوا اس کا ذمہ دار اسکول نہیں بلکہ آپ والدین ہیں۔آج لڑکیوں کا خراب ہونا موبائل کے ذریعہ اور والدین کی لاپرواہی کی وجہ سے ہے۔

طنز ... و ... مزاح

مزاح پسند قارئین کے مراسلے

اللہ کی تقسیم پہ راضی

عربی کتابوں میں علم کی فضیلت میں ایک شعر درج ہے:

رَضِيْنَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِيْنَا
لَنَا عِلْمٌ وَلِلْجُهَّالِ مَالٌ

ترجمہ: ہم اپنے لیے جبار یعنی اللہ کی تقسیم پر راضی ہیں ہمارے لیے علم اور جاہلوں کے لیے مال ہے

اس شعر کی نقالی کرتے ہوئے کسی نے گائے کے پجاریوں کے لیے یہ جملہ کہا:

رَضِيْنَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِيْنَا
لَنَا لَحْمٌ وَلِلْهُنْدُوْسِ مَالٌ

ترجمہ: ہم اپنے لیے جبار یعنی اللہ کی تقسیم پر راضی ہیں۔ ہمارے لیے گائے کا گوشت اور ہندوؤں کے لئے اس کا پیشاب ہے۔ (محمد ذیشان، چک باغ والا)

رَن مرید

بیوی: شکر ہے آپ سہی سلامت گھر آ گئے۔

شوہر: کیوں کیا ہوا؟

بیوی: باہر اعلان ہو رہا تھا کہ کوئی رن مرید مر گیا ہے۔

شوہر: اُف اللہ! رَن مرید نہیں، رانا مرید کہہ رہے تھے۔ (عبدالکریم جیلی، خیر پور ٹامیوالی)

تہذیب لکھنؤ کا ایک واقعہ

داماد کے سامنے دستر خواں پر انڈوں کا سالن پیش کیا گیا تو حضرت داماد نے عرض کیا:

”جناب! ان انڈوں کے والدین سے ملنے کا شوق تھا“

ارشاد ہوا:

”برخوردار! یہ انڈے بیچارے یتیم ہیں۔ انہی کے سر پر دست شفقت رکھ دیجیے۔ (انصر شیخ، لاہور)

بیوی کو مسواک کا تحفہ

ایک عربی عورت نے اپنے خاوند کو خط لکھا جس کے آخر میں تحریر تھا: ”لَيْسَ لِيْ سِوَاكَ“

اس عبارت کے دو ترجمہ ہو سکتے ہیں۔ پہلا یہ ہے: ”آپ کے سوا میرا کوئی نہیں۔“ یہی اس عورت کی مراد تھی۔

اس کا دوسرا ترجمہ یہ بنتا ہے: میرے پاس آپ کی مسواک نہیں ہے۔

خاوند نے یہ دوسرا ترجمہ مراد لیا اور اس کے لئے اپنے استعمال شدہ مسواک بھجوا دی۔

(محمد طیب خاکی، جامعہ فتحیہ درجہ خامسہ)

منہ میں ٹافی

کسی کی خاموشی کو اس کا غرور مت سمجھو۔ ہو سکتا ہے اس کے منہ میں ٹافی ہو۔

(امۃ الرحمٰن، جامعۃ الحنیف للبنات)

مزاحیات

☆... ایک آدمی سائیکل پہ جا رہا تھا، اچانک ایک لڑکا سائیکل کے نیچے آ گیا تو وہ رونے لگا۔ سائیکل والے نے اسے دس روپے دے کر کہا: بیٹا چپ کر۔ لڑکا کہنے لگا: شکریہ! آپ یہاں سے کل کس وقت گزریں گے۔ (محمد ساجد جھمٹ، موضع نند پورہ)

☆... ایک بے وقوف کو راستے میں آئینہ پڑا ملا۔ اس نے اٹھ کر دیکھا تو اسے اپنی شکل نظر آئی۔ اس نے آئینہ میں موجود اپنی شکل سے کہا: معاف کیجیے! مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ آئینہ آپ کا ہے۔ یہ کہہ کر آئینہ وہیں رکھ دیا۔ (محمد کاشف رائیں، چکی موڑ)

☆... سردی میں رات تین بجے پانی میں برف ڈال کر نہا لیا جائے تو رنگ گورا ہو جاتا ہے۔ سب کہتے ہیں واہ جی! کیا نورانی چہرہ ہے مرحوم کا۔ (محمد احمد کھوکھر)

منظوم کلام

شعروں کی ڈائری

حمد باری تعالیٰ

مجھے جو بھی تو نے ہنر دیا، بہ کمال حسنِ عطا دیا
مرے دل کو حب رسول دی، مرے لب کو ذوق نوا دیا
تری جلوہ گاہِ جمال میں، مرا ذوقِ دید نکھر گیا
تری ضو فشانئ حسن نے، مری حیرتوں کو سجا دیا
میں مدار جاں سے گزر سکا، تو تری کشش کے طفیل سے
یہ ترے کرم کا کمال تھا کہ حصارِ ذات کو ڈھا دیا
میں ہمیشہ اپنے کمالِ شوق کی، کم تری پہ خجل رہا
کہ تری نوازش بے کراں نے مری طلب سے سوا دیا
(کلام: پروفیسر عنایت علی خان)

بارگاہِ نبوی میں عقیدت

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خُم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے
(کلام اقبال... انتخاب فرخ صہیب، ۲۴ چک)

بچپن

آنکھوں سے بچپنے کی شرارت چلی گئی
میٹھی سی اس زبان کی لکنت چلی گئی
دل میں رفاقتوں کے مطالب سما گئے
بے لوث جو کبھی تھی محبت چلی گئی
دنیا کے کھیل نے ہمیں مصروف کر دیا
مکتب کے بعد کھیل کی فرصت چلی گئی
روٹھے تھے اب جو یار تو برسوں گزر گئے
پل بھر میں مان جانے کی عادت چلی گئی
(فصیح احمد... انتخاب محمد نعمان، منظور کالونی)

ڈوبتا سورج

مرا رنگ پریدہ ہر اک نظر میں رہا
وگرنہ درد کا موسم تو شہر بھر میں رہا
کسی کو گھر سے نکلتے ہی مل گئی منزل
کوئی ہماری طرح عمر بھر سفر میں رہا
کچھ اس طرح سے گزری ہے زندگی جیسے
تمام عمر کسی دوسرے کے گھر میں رہا
وداعِ یار کا منظر فراز یاد نہیں
بس اک ڈوبتا سورج مری نظر میں رہا
(ج م، احمد پور شرقیہ)

☆ تیرے ایوانوں میں پرزے ہوئے پیماں کتنے
کتنے وعدے جو نہ آسودۂ اقرار ہوئے
کتنی آنکھوں کو نظر کھا گئی بدخواہوں کی
خواب کتنے تری شہ راہوں میں سنگسار ہوئے
(انتخاب: علی حمزہ، بہاول پور)

☆ ابھی کلیوں میں چٹک، گل میں مہک باقی ہے
دل میں رونق ابھی آنکھوں میں چمک باقی ہے
(ڈاکٹر عبدالشکور بھٹی، جہان پور)

جمہوریت اِک طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے تولا نہیں کرتے
(عمر فاروق، موضع کنڈی پر ہار)

☆ نہ جانے کس لئے کہرام سا ہے کاروانوں میں
کوئی میرِ چمن اٹھے، کوئی نغمہ سرا نکلے
بھیانک ہو چکے ہیں رہزنوں کے خشمگیں چہرے
ضروری ہے کہ ان حالات میں اک رہنما نکلے
(بنت علی، جامعہ فاطمہ بنت خطاب للبنات)

سیٹھ جی کو فکر تھی ایک ایک کورس کیجئے
آیا ملک الموت بولا جان واپس کیجیے
(بنت محمد امین، جامعہ فتحیہ للبنات)

☆ بادشاہوں سے ترے در کے گدا اچھے ہیں
تخت والوں سے بھی اونچے ترے خاک نشین
(بنت خوشحال خاں، جامعہ رشیدیہ للبنات)

مختصر مگر پُر اثر

حضرت معاذ رضی اللہ کا قبول اسلام

حافظ محمد اظہر، محلہ عباسیہ احمد پور شرقیہ

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سلیم الطبع تھے، سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ معلم اور مبلغ اسلام بن کر مدینہ منورہ پہنچے تو ان کی تعلیم سے متاثر ہو کر حضرت معاذؓ نے اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کر لیا اور جب حج کے موقع پر حضرت مصعبؓ بہتر (72) نفوس کو ہمراہ لے کر مدینہ سے مکہ گئے تو بیعت عقبہ ثانیہ میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، حضرت معاذؓ غیرت مند نوجوان تھے، واپس آ کر بت شکنی کا فریضہ سرانجام دینے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو دامانِ نبوت سے وابستہ ہو گئے، ذہین و فطین تو تھے ہی، بہت جلد علومِ نبوت کو اپنے دل و دماغ میں محفوظ کرنے لگے۔

محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

محمد فہیم، چوکھنڈی

میرے قلب کو بھی نصیب ہوں، تیری ذات سے وہ نسبتیں

وہ جو عظمتیں تھیں اویسؓ کی، وہ جو رابطے تھے بلالؓ کے۔

چنگے سنگترے

محمد طارق معاویہ، جامعۃ الصابر بہاول پور

ایک پھل بیچنے والا آواز لگاتا جا رہا تھا ''چنگے سنگترے'' بزرگ نے یہ آواز سنی تو وجد میں آ کر کہنے لگے: ''واہ واہ کیا خوب بات ہے'' لوگ حیران کہ بزرگ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: یہ پھل فروش کہہ رہا ہے: ''چنگے سنگ ترے'' یعنی جو اچھوں کے ساتھ لگ وہ تیر گیا۔ لوگ پھل فروش کی آواز سن کر پھل مراد لے رہے تھے مگر بزرگ نے اسی آواز سے دینی نکتہ نکال لیا۔

بائیکاٹ... بائیکاٹ

زین العابدین، احمد پور شرقیہ

درج ذیل مصنوعات قادینوں کی ہیں ان کا بائیکاٹ کر کے محبتِ نبوی کا ثبوت دیں۔

ٹرجو پلاسٹک...تھرمو پلاسٹک... بوبی شوز لاہور... پرل بناسپتی...راجہ سوپ...الرحیم جیولر کراچی...پنجاب آئل ملز کی مصنوعات...اپلاسن فلاور بناسپتی/کوکنگ آئل...میگنا ٹیکسٹائل انڈسٹریز لمیٹڈ (میگنا گروپ فیصل آباد)...قاضی دواخانہ گوجرانوالہ کی تمام مصنوعات... کمبائنڈ ٹیکسٹائل...سلور سپون رسٹورنٹ (تمام برانچز) ...ماسٹر ٹیکسٹائل ملز...کلفٹن شوز...ماسٹر بلیڈ...شان آٹا ...کیور ٹیور ہومیو کمپنی۔ (ماخوذ از بچوں کا اسلام)

کاروبار میں ایمان داری

محمد وقاص، احمد پور شرقیہ

کاروبار کا سب سے بڑا علم ایمانداری ہے اس سے عزت بنتی ہے اور عزت والا بزنس مین کبھی مار نہیں کھا سکتا۔

ضرورت کو خواہش نہ بنائیں

مولانا محمد اعظم، بیری والی مسجد احمد پور شرقیہ

تجربہ کار لوگوں نے سچ کہا کہ ضروریات تو فقیر اور غریب کی پوری ہو جاتی ہیں لیکن خواہشات بادشاہوں کی بھی پوری نہیں ہوتیں۔ اس لئے ضرورت کو ضرورت کی حد تک محدود رکھا جائے۔ ضرورت کو خواہش نہ بنایا جائے۔

اپنے درد کو اپنے رب سے بانٹ لیا کرو...پھر درد جانے، دوا جانے اور خدا جانے۔ [محمد ارشد شنگریلا، اعوان کاٹھ]

سنہری باتیں

محمد صدیق مستوئی، گمانی شریف

ا۔ عادات انسان کے ماتحت نہیں بلکہ انسان عادات کے ماتحت ہو جاتا ہے۔

۲۔ موت سے ڈر نہ کر بلکہ زندگی سے ڈرتا رہے جس میں ہزار ہا آفات ہیں۔

۳۔ خوش خلقی کا اجر صرف آخرت کے لیے مخصوص نہیں بلکہ خوش اخلاق انسان دنیا میں بھی راحت پاتا ہے۔

سب سے زیادہ حق دار

محمد ظفر خان مستوئی، گمانی شریف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اس بات کا کون حق دار ہے کہ میں اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیری ماں''

اس شخص نے عرض کیا: پھر کون؟

آپ نے فرمایا: ''تیری ماں''

اس نے کہا: پھر کون؟

آپ نے فرمایا: ''تیری ماں''

اس شخص نے پھر پوچھا: ''پھر کون؟''

آپ نے اس بار فرمایا:

''تیرا باپ'' پھر تیرے قریبی رشتے دار۔

خوشی کے آنسو

بنت محمد ریاض احمد، جامعۃ الحنیف للبنات

دکھ و تکلیف کے آنسو تو سب ہی جانتے ہیں مگر معلوم ہونا چاہیے کہ کبھی خوشی میں آنسو نکل پڑتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اللہ جل شانہ نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہیں قرآن شریف سناؤں۔ عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر کہا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں تیرا نام لے کر کہا۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ یہ سن کر فرطِ خوشی سے رونے لگے۔ ع

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

چونکہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا رونا خوشی میں تھا تو آنسو بھی خوشی کے ہی نکلے ہوں گے۔

ایکسپائر

بنت گل محمد، جامعہ رشیدیہ للبنات

جو شخص آپ کو بہت پیارا لگتا ہو۔ اس پر بھروسہ نہ کرنا کیونکہ بہت اچھی اور میٹھی چاکلیٹ بھی ایکسپائر ہو جاتی ہے۔

حفظ قرآن کے دوران موت

بنت عثمان، جامعہ فاطمہ بنت خطاب للبنات

جس نے قرآن پڑھنا شروع کیا اور پھر حفظ مکمل کرنے سے پہلے اس کو موت آ گئی تو وہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک حافظ قرآن شمار ہو گا۔

مشکل لمحہ

بنت جاوید، جامعہ رشیدیہ للبنات

بہت مشکل ہوتا ہے وہ لمحہ جب آپ ٹوٹ رہے ہوں اور مسکرانا آپ کی مجبوری بن جائے۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بنت مولانا زبیر العزیز، جامعۃ الحنیف للبنات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ا۔ معرفت میں میرا سرمایہ حیات ہے۔

۲۔ شوق میری سواری ہے۔

۳۔ علم میرا ہتھیار ہے۔

۴۔ صبر میرا لباس ہے۔

۵۔ عقل میرے دین کی اصل ہے۔

۶۔ محبت میری زندگی کی بنیاد ہے۔

لوگوں نے تہمت لگانے میں نہ مریم کو چھوڑا اور نہ ہی یوسف کو۔ [حاجی ضیاء اللہ، ٹانک]

۷۔اعتماد میرا خزانہ ہے۔
۸۔رضا میرا مال غنیمت ہے۔
۹۔یقین میری قوت ہے۔
۱۰۔میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

اچھے لوگ

بنت مولانا عبدالجبار حنفی،موضع کنڈی پرہار

اچھے لوگ وہ ہوتے ہیں جن میں درج ذیل صفات ہوتی ہیں۔
ان کی خواہشات انہیں رب سے دُور نہیں کرتیں۔
دنیا کی کڑواہٹ انہیں کڑوا نہیں کرتیں۔
غصہ میں آ کر آپے سے باہر نہیں ہوجاتے۔
جو مصائب میں غم زدہ تو ہوتے ہیں مگر ٹوٹ نہیں جاتے۔
جو مصائب میں مبتلا ہو جانے پر ناشکری نہیں کرتے۔
جنہیں خوشیاں رب کا نافرمان نہیں بناتیں۔
جنہیں حالات کی تلخی سخت مزاج نہیں بناتی۔

عورت...

بنت شبیر احمد، جامعہ فتحیہ للبنات

عورت چاند کی طرح نہیں، اسے سورج کی مانند ہونا چاہیے۔اگر کوئی اس کی طرف دیکھنا چاہے تو نظر اُٹھانے سے پہلے ہی اس کی نظر نیچے جھک جائے۔

خوب صورت...

م:بنت محمد اسلم، جامعہ رشیدیہ للبنات

سب سے زیادہ خوب صورت اور صاف زبان ریوں کی ہوتی ہے۔کچھ کہنا نہیں پڑتا اور سمجھ بھی سب کچھ آجاتا ہے۔

انمول موتی

ب ف، بنت محمد عمران بھٹی، بستی بلوچاں چھاؤنی

☆...جو تمہارے چہرے سے تمہاری خواہش پڑھ لے تو سمجھ لو وہ تمہارا سچا دوست ہے۔
☆...دعائیں عموماً اس وقت کارگر ثابت ہوتی ہیں جب ان کے ساتھ جدوجہد بھی کی جائے۔
☆...ہم نے سمندر میں تیرنا اور فضاؤں میں اُڑنا سیکھ لیا مگر زمین پر انسانوں کی طرح رہنا نہیں سیکھا۔
☆...ضمیر کی عدالت میں ضرور جایئے کیونکہ وہاں فیصلے ہوتے ہیں مگر وکیلوں کی فیس نہیں بھرنی پڑتی۔
☆...جب ہم اللہ سے مانگتے ہیں تو بے حساب مانگتے ہیں اور جب عبادت کا وقت آتا ہے تو نوافل بھی گن گن کر ادا کرتے ہیں۔
☆...محبت کرو مگر آہستہ آہستہ بہتی ندی کی طرح کیونکہ سمندری طوفان اپنے ساتھ سب کچھ بہا کر لے جاتا ہے۔
☆...جو لوگ کچھ کر نہیں سکتے وہ لوگ نکتہ چینی کرنے لگتے ہیں اور جو لوگ کچھ کرنا چاہتے ہیں ان کے پاس نکتہ چینی کا وقت ہی نہیں ہوتا۔

دعا...

بنت ارشد علی، جامعہ فتحیہ للبنات

درج ذیل مواقع میں دعا کرنا نہ بھولیں کیونکہ ان موقعوں میں دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے۔
۱۔جب بارش ہو رہی ہو۔
۲۔جب اذان ہو رہی ہو۔
۳۔سفر کے دَوران۔
۴۔ جمعہ کے دن۔
۵۔مصیبت کے وقت۔
۶۔تہجد کے وقت۔
۷۔فرض نمازوں کے بعد۔

ایک پاگل کی بات

س بنت شبیر احمد، جامعہ رشیدیہ للبنات

ایک پاگل شخص ابومحمد بن نجیف کے پاس سے گزرے تو ابومحمد بن نجیف بولے اے پاگل! وہ پاگل پلٹ کر بولا میں تو پاگل ہوں تو عقل مند ہے؟ کہنے

لوگ چاہتے ہیں کہ آپ بہتر کریں لیکن یہ بھی سچ ہے کہ وہ کبھی یہ نہیں چاہتے کہ آپ ان سے بہتر ہوں۔[سیف الرحمٰن، الہ آباد]

لگے ہاں بالکل، میں تو عقل مند ہوں۔اس پاگل نے کہا کہ نہیں۔ہم دونوں پاگل ہیں۔فرق صرف اتنا ہے کہ میرا پاگل پن ظاہر ہے اور تمھارا پاگل پن چھپا ہوا ہے۔ابو محمد اس کی بات سن کر حیران ہوا اور کہا کہ تم اپنی بات کی وضاحت کرو۔اس نے کہا کہ میں تو کپڑے پھاڑتا ہوں اور پتھر پھینکتا ہوں اور تو ایسے گھر بنا رہا ہے جو بے فائدہ ہیں اور بڑی بڑی امیدیں باندھ رہا ہے حالانکہ تیری زندگی تیرے قبضے میں نہیں ہے!۔

صدقہ

بنت حسین، جامعہ فاطمہ بنت خطاب

جب تم دنیا کی مفلسی سے تنگ آجاؤ اور رزق کا کوئی راستہ نہ ملے تو صدقہ دے کر اللہ سے تجارت کرو۔

دستر خواں پر گرا لقمہ کھانا

بنت علی، جامعہ فاطمہ بنت خطاب

کھانے کا ایک ٹکڑا دستر خواں سے اٹھا کر کھانے سے اولاد میں خوبصورتی اور رزق میں برکت اور تکبر کو ختم کرتا ہے۔

اہم بات

بنت عمر، جامعہ فاطمہ بنت خطاب

کوئی دل دکھائے تو ناراض مت ہوا کرو کیونکہ قدرت کا قانون ہے جو پھل میٹھا ہوتا ہے پتھر بھی اسی کو لوگ مارتے ہیں۔

انا للہ صرف انتقال کے وقت نہیں

بنت حافظ محمد ارشد، جامعہ زینت للبنات

ہمارے معاشرے میں انا للہ کو صرف اسی وقت پڑھا جاتا ہے جب کسی کا انتقال ہو جائے حالانکہ اس کلمے کو صرف انتقال کے ساتھ خاص کر لینا درست نہیں۔ بلکہ جب بھی کوئی مصیبت آئے تو پڑھنا چاہیے۔

غرض یہ کہ کوئی بھی پریشانی ہو، تکلیف ہو۔اس پر انا للہ پڑھنی چاہیے، صرف انتقال کے ساتھ خاص نہیں ہے! کیونکہ صبر سے اللہ کی معیت نصیب ہوتی ہے اور انا للہ پڑھنے سے صبر بھی آجاتا ہے!

انفاق فی سبیل اللہ

بنت حافظ مقبول، شوکت آباد

قرآن میں ہے ماعندکم ینفد و ما عند اللہ باق جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔

جھوٹ بولنے سے پرہیز کریں

بنت ابوبکر، جامعہ فاطمہ بنت خطاب

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز میری والدہ نے مجھے پکارا کہ میں تمہیں کوئی چیز دوں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف فرما تھے۔میری ماں سے پوچھا آپ اسے کیا دینا چاہتی تھیں؟ انہوں نے کہا میں ان کو کھجور دینا چاہتی ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سن لو اگر تم اسے کچھ بھی نہ دیتیں تو تمہارے نامہ اعمال میں ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔

کتب حدیث میں آپ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ: جس شخص نے بچے سے کہا آؤ یہ چیز لے لو اور پھر اس کو کچھ بھی نہ دیا تو یہ بھی جھوٹ ہے۔(خواتین کا دینی معلم)

رحمت الٰہی کی امید برحق مگر عمل ضروری ہے

بنت فاروق، عالیہ ثانی جامعہ رشیدیہ للبنات

حضرت جنید بغدادیؒ کا فرمان ہے کہ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ وہ اللہ کی رحمت کے بغیر صرف اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں چلا جائے گا تو وہ بلاوجہ محنت کر رہا ہے اور اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ وہ بغیر عمل کے جنت میں چلا جائے گا اور اللہ سے رحمت کی امید باندھے بیٹھا ہے وہ زبردست دھوکے میں ہے یعنی جنت میں تو اللہ کی رحمت ہی کے طفیل جائے گا لیکن اللہ کی رحمت کو متوجہ کرنے کا ذریعہ یہ عمل ہی بنے گا۔

غموں کو سینوں میں دفن کرو اگر انہیں سینے میں دفن کرو گے تو کمزور ہو جاؤ گے۔[فیضان طارق، فیصل آباد]

خرچ گھٹاؤ، سکون پاؤ

ع بنت شبیر احمد، جامعہ ریاض الجنہ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد (مفتی محمد شفیع صاحبؒ) بکثرت فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو بھئی آمدنی بڑھانا اپنے اختیار میں نہیں۔ آمدنی بڑھانے کے لئے تو اسباب اختیار کرنے پڑتے ہیں اور اسباب بھی اتنے بس میں نہیں کبھی کارآمد ہوئے کبھی نہیں ہوئے۔ لیکن خرچ گھٹانا اپنے بس میں ہے جتنا اپنی ضروریات، خوہشات اور حاجات کو کم سے کم کرتے ہوئے خرچ گھٹاؤ گے ان شاء اللہ عافیت رہے گی۔ (انعام الباری)

مکارم اخلاق

بنت ارشاد احمد، جامعہ رشیدیہ للبنات

تمام مسلمان خاص کر طلبائے دین کو اچھے اخلاق سے آراستہ ہونا چاہیے۔ سچ بولنا، سائل کو عطاء کرنا، احسان کا بدلہ دینا، صلہ رحمی کرنا، امانت کی حفاظت کرنا، مہمان کی خدمت کرنا وغیرہ۔

محبتِ مدینہ

بنت جمیل، درجہ حفظ جامعہ رشیدیہ للبنات

امام مالک رحمہ اللہ کو مدینہ سے بہت انس تھا اور وہ چاہتے تھے کہ موت مدینہ میں آئے، اس لیے وہ مدینہ سے باہر نہیں جایا کرتے تھے کہیں باہر موت نہ آجائے۔

صدقہ سے بیماری کا علاج

بنت محمد وکیل خان، جامعہ رشیدیہ للبنات

ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ میرے گھٹنے میں تکلیف ہے۔ کئی طبیبوں سے علاج کرایا مگر افاقہ نہیں ہوا۔ انہوں نے جواب دیا:

کوئی جگہ ایسی تلاش کرو جہاں لوگوں کو پانی کی ضرورت ہو وہاں پانی کا انتظام کرا دو۔ چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا اور گھٹنے کا درد جاتا رہا۔

ماہ ربیع الاول

اخت حمزہ فاروق، عالمیہ اول جامعہ فتحیہ للبنات

ربیع کا معنی بہار اور اول کی معنی پہلی۔ ربیع الاول کا معنی ''پہلی بہار'' ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول کی نو تاریخ کو پیدا ہوئے۔ آپ کی آمد سے دین و دنیا کی بہار آگئی۔

ربیع الاول کا مہینہ ہمیں پیغام دیتا ہے کہ ہم سنت نبوی والی زندگی اختیار کریں۔ لیکن افسوس کہ بہت سے لوگ سنت والی زندگی اپنانے کی بجائے جلوس نکالنے، بھنگڑا ڈالنے، جھنڈیاں لگانے اور دکانوں کو سجانے پر جان و مال خرچ کیا کرتے ہیں اور پھر اسے عبادت بھی سمجھتے ہیں۔

کھوٹے سکے

بنت شفیق الرحمٰن، جامعہ فتحیہ للبنات

ایک بزرگ دکان دار نے کے پاس سودا لینے گئے جب انہیں سکے دیئے تو اس نے یہ کہہ کر واپس کر دیئے کہ ''یہ سکے کھوٹے ہیں'' بابا جی یہ سن کر رونے لگے اور پھر پوچھنے پر رونے کی وجہ یوں بتائی:

ہم اپنے عملوں کو کھرا سمجھتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرما دے کہ ''تمہارے عمل کھوٹے ہیں'' تو کیا بنے گا۔

دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں

بنت محمد یار، جامعہ فتحیہ للبنات

لوگوں نے حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول نہیں کرتا؟ آپ نے فرمایا:

۱۔ تم اللہ کو جانتے ہو مگر اس کی اطاعت نہیں کرتے۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے ہو مگر ان کی پیروی نہیں کرتے۔

بسا اوقات تعلق جھوٹ کی وجہ سے نہیں ٹوٹتا بلکہ سچائی سامنے آجانے کی وجہ سے ٹوٹتا ہے۔ [محمد ریاض، دھوڑکوٹ]

۳۔قرآن کریم پڑھتے ہومگراس پرعمل نہیں کرتے۔
۴۔جانتے ہو کہ جنت اطاعت کرنے والوں کے لیے ہے مگراس کوعمل کے ذریعہ طلب نہیں کرتے۔
۵۔جانتے ہو کہ دوزخ گناہ گاروں کے لیے ہے مگر اس سے نہیں ڈرتے۔
۶۔اللہ کی نعمتیں کھاتے ہومگرشکرنہیں کرتے۔
۷۔شیطان کوجانتے ہو کہ وہ دشمن ہے مگراس سے دوستی کرتے ہو۔دورنہیں بھاگتے۔
۸۔رشتے داروں کواپنے ہاتھوں سے دفن کرتے ہومگر عبرت نہیں پکڑتے۔
۹۔موت کو برحق جانتے ہومگر عاقبت کا کوئی سامان نہیں کرتے۔
۱۰۔دوسروں کی عیب جوئی کرتے ہومگراپنی برائیوں کو ترک نہیں کرتے...پھردعائیں کیسے قبول ہوں۔

جگر کا شعر

ام عبدالاحد، قادرآباد کالونی احمد پور شرقیہ

وہ ادائے دلبری ہو کہ نوائے عاشقانہ
جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتح زمانہ

مصائب پر اجر

بنت عبدالمجید، جامعہ رشیدیہ للبنات

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے حسن بن ذکوان رحمہ اللہ کوخواب میں دیکھا تو پوچھا: قبر میں کس عمل کی بنیاد پر روشنی ہوتی ہے۔فرمایا: جو دنیا میں مصیبت زدہ رہے انہیں قبر میں بہت زیادہ روشنی حاصل ہوتی ہے۔

ایک فقہی مسئلہ

ام ہارون، ہارون آباد

حیض کے زمانہ میں عورت پر مستحب ہے کہ نماز کے وقت وضوکرکے کسی پاک جگہ تھوڑی دیر بیٹھ کر اللہ اللہ کیا کرے تاکہ نماز کی عادت چھوٹ نہ جائے اور پاک ہونے کے بعد نماز جی نہ گھبرائے۔

قارئین کے تاثرات

☆...شمارہ: ۸۳ میں علامہ محمد عبد اللہ رحمہ اللہ (پکا لاڑاں) کا مضمون ’’جامعہ عباسیہ بہاول پور اور اس سے ملحقہ مدارس عربیہ‘‘ پڑھ کر معلومات حاصل کیں۔ حضرت علامہ صاحب کا یہ مضمون میرے علم کے مطابق ان کے مطبوعہ رسائل میں نہیں ہے۔آپ نے اسے اپنے مجلّہ میں شائع کرکے بہت اچھا کیا۔اللہ آپ کوبہترین جزاءدے۔

(عبدالسلام حافظ، لیاقت پور)

ادارہ: آمین۔

☆...مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ نے اس رسالہ میں ’’علمائے احمد پور شرقیہ‘‘ سلسلہ شروع کررکھا ہے۔ہمیں یہ چیز بہت پسند ہے کیونکہ مجلّہ میں اپنے شہر کے علماء کرام کا تعارف تو ہونا ہی چاہیے۔

(حافظ امین اسامہ، کٹرا محلّہ احمد پور شرقیہ)

ادارہ: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆...کسی دور میں ہم جامعہ فتحیہ للبنات میں پڑھا کرتی تھیں۔شمارہ: ۸۳ میں جامعہ کی بہت سی بچیوں کی تحریریں پڑھیں جس سے مادر علمی کی یاد تازہ ہوگئی۔ اللہ ہمارے اس مادر علمی کو آباد وشاد رکھے۔

(زوجہ محمد اقبال شاہ، ملتان)

ادارہ: آمین۔

☆...’’وطن کے ہیرو اور قوم کی بے حسی‘‘...’’بیتی زندگی‘‘ اچھے مضمون ہیں۔’’اُف یہ تصویر کشی!‘‘ دَورِ حاضر کے مطابق مضمون ہے۔’’زکوۃ ادا کرنے کے دو مثالی واقعات‘‘...’’رشتے کا معیار‘‘ بھی اچھے لگے ہیں۔’’سانحہ پھالیہ کی یاد میں‘‘ پڑھ کر احساس ہوا کہ ابھی بھی دین دار لوگوں کی خدمت کا جذبہ باقی ہے۔

(مکنون، احمد پور شرقیہ)

تبصرۂ کتب

بھٹی کے قلم سے

نام کتاب...کتابوں کی درس گاہ میں
مؤلف...ابن الحسن عباسی
صفحات...۲۲۴ قیمت درج نہیں
ناشر: مکتبہ تراث الاسلام کراچی

ابن الحسن عباسی صاحب کا شمار ملک کے ان نامور ادیبوں میں ہوتا ہے جو اپنا کلام ادیبانہ رنگ میں پیش کیا کرتے ہیں۔ ادب کی دنیا میں ان کی کئی کتابیں مشہور ہو چکی ہیں۔ ان کی کتابوں میں سے ایک کتاب ''کتابوں کی درس گاہ میں'' نام سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کے تعارف کے لئے کتاب کے سرورق کی عبارت ہی کافی ہے جو کہ درج ذیل ہے:

''ہزاروں صفحات کے مطالعہ سے منتخب دلچسپ اور عبرت انگیز واقعات وعبارات علمی لطائف و نکات، سبق آموز قصے، بصیرت افروز معلومات۔ ایک ایسی کتاب جس کا مطالعہ آنکھوں میں آنسو بھی لاتا ہے اور ہونٹوں پر تبسم بھی، جو بہترین رفیقِ حضر بھی ہے اور خوش گوار رفیق سفر بھی!''

کتاب کا سرورق اچھا اور کاغذ بہت عمدہ اچھا ہے۔

نام کتاب: ہدایہ علماء کی عدالت میں
صفحات: ۲۵۴ قیمت درج نہیں
مصنف: مولانا حافظ حبیب اللہ ڈیروی
ناشر: الہادی للنشر والتوزیع لاہور

مولانا حافظ حبیب اللہ ڈیروی رحمہ اللہ مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے فاضل اور حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کے مایہ ناز شاگرد ہیں۔ ڈیروی صاحب علمی وثوق کے ساتھ ساتھ تصنیف کی دنیا میں بھی اپنا ایک نام رکھتے ہیں۔ اختلافی مسائل میں ان کی متعدد کتب مطبوع ہیں۔ ان کی کتابوں میں ایک کتاب ''ہدایہ علماء کی عدالت میں'' ہے۔

خواجہ محمد قاسم نامی کسی شخص نے ایک رسالہ بہ نام ''ہدایہ عوام کی عدالت میں'' لکھا۔ حضرت ڈیروی صاحب نے اس رسالہ کا جواب ''ہدایہ علماء کی عدالت میں'' کے نام سے دیا۔ نام میں بھی یہ تاثر موجود ہے کہ ''ہدایہ'' مسائل کی کتاب ہے اس کا فیصلہ عوام کے بس میں نہیں، فیصلہ علماء کو کرنا چاہیے۔ ڈیروی صاحب نے اس کتاب میں خواجہ صاحب کو جواب دیا اور ساتھ ہی ان کے مسلکی علماء کے اوہام بھی درج کر دیئے۔

''ہدایہ'' میں مسائل کے ساتھ بطور دلائل احادیث بھی درج ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے احادیثِ ہدایہ کی تخریج فرمائی مگر کہیں کہیں یہ بھی لکھ دیا: لم اجده ... یا... ما وجدناه یعنی اس حدیث کو میں نہیں پا سکا۔ انہوں نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ حدیث ذخیرہ احادیث میں نہیں بلکہ صرف اپنی بارے میں کہا کہ میں اسے نہیں پا سکا۔

معترضین نے ہدایہ پر اعتراضات کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتاب ''الدراية في تخريج احاديث الهداية'' کو سامنے رکھا۔ جہاں انہوں نے لکھا کہ یہ حدیث مجھے نہیں ملی، اسے اپنی تحریر میں نقل کیا اور پھر دعویٰ کر دیا کہ یہ حدیث کسی کتاب میں موجود نہیں اور یہ کہ اسے حدیث باور کرانا صاحبِ ہدایہ کا بہتان ہے وغیرہ۔

حضرت ڈیروی صاحب نے ایسی احادیث کو کتبِ حدیث سے تلاش کیا۔ کتاب میں جگہ جگہ ''اللہ تعالیٰ کا فضل'' عنوان قائم کر کے ایسی حدیثوں کو درج کیا اور پھر ہر حدیث کے بعد ''محدث اعظم صاحب ہدایہ زندہ باد'' یا اس سے ملتے جلتے الفاظ لکھتے چلے گئے۔

حاصل یہ کہ ہدایہ پر اعتراضات کے جواب میں یہ کتاب ایک بہترین علمی کاوش ہے۔

انسانی شخصیت فقیر کی گدڑی کی مانند ہے جس پر رنگا رنگ پیوند لگے ہیں ہر ٹکڑا دوسرے سے مختلف ہے اور تضاد ہی تضاد۔ [محمد انصر، لاہور]

خان آپٹیکل سنٹر

نزد ڈاکٹر اکمل بھٹی کلینک ڈیرہ نواب روڈ احمد پور شرقیہ

نظر اور دھوپ کے خوب صورت چشمے دستیاب ہیں۔

نیز عینکیں ڈاکٹری نسخہ کے مطابق تیار کی جاتی ہیں۔رنگین کینٹیک بھی دستیاب ہیں۔

پروپرائیٹر: مولانا محمد اختر خان...رابطہ 0301-2299767

صدیق گولڈ سمتھ

دلکش اور فینسی زیورات کا مرکز...کوچہ جامع مسجد صرافہ بازار احمد پور شرقیہ

سونے و چاندی کے خوب صورت اور دیدہ زیب زیورات آپ کی پسند کے عین مطابق دستیاب ہیں۔

پروپرائیٹرز: محمد صدیق: 03017746399 / عبد اللطیف 0302-7714482

مکہ گلاس اینڈ ایلومینیم

ہمہ قسم شیشہ کی ورائٹی، ملائیشین ڈور بلینڈ پردے کا کام کیا جاتا ہے نیز ایلومینیم کے دروازے اور ونڈو کا کام بھی تسلی بخش کیا جاتا ہے

نزد اُوور ہیڈ برج عباسیہ چوک احمد پور شرقیہ

پروپرائٹرز: حافظ عبد الخالق 0301-8536319 محمد امجد 0301-7820969

علی کولنگ مرکز

بالمقابل قبرستان نزد ڈیرہ نواب روڈ احمد پور شرقیہ

یہاں پر فریج اے سی مرمت کیے جاتے ہیں اور پرزہ جات بھی دستیاب ہیں

رابطہ: لیاقت علی 0302-6823780...عکاشہ علی 0311-86843392...زین العابدین 0303-8684392

بھٹہ پراپرٹی ایڈوائز

بالمقابل پرانا کالٹکس پیٹرول پمپ سہیل روڈ احمد پور شرقیہ

پیرا گون امین سٹی ہاؤسنگ سکیم رائل ریزیڈینشیا پلاٹوں کی خرید و فروخت کے لیے رابطہ کریں۔نیز احمد پور شرقیہ اور بہاول پور میں زر

سکنی، اور کمرشل جائیداد کے لیے با اعتماد ادارہ۔حاجی غلام حسین بھٹہ 0307-4030700 محمد اختر 0300-2422588

اقویٰ فریش مینرل واٹر

کے ایل پی روڈ بالمقابل سٹلائٹ ٹاؤن نزد مدینہ مسجد احمد پور شرقیہ

صحت کے لیے بہترین پانی...فری ہوم ڈلیوری...شادی بیاہ و دیگر تقریبات کے لیے ہماری خدمات حاصل کریں

پروپرائیٹرز: محمد وسیم 0303-6735359 محمد احمد 0304-7897526

حافظ آٹوز ڈیکوریشن اینڈ سپیر پارٹ

کچہری روڈ بالمقابل ڈاکٹر یونس ہسپتال روڈ احمد پور شرقیہ

ہمارے ہاں فینسی ٹینکی ٹاپے اور ڈیکوریشن کا سامان سستے داموں دستیاب ہے

پروپرائیٹر: حافظ محمد ابراہیم...رابطہ: 0301-2439805

اپنے جائز کاروبار کی تشہیر کے لیے مجلّہ الفتحیہ میں اشتہارات دیں۔اشتہار کے لئے رابطہ 0307-4034570

محمد ارسلان راجہ
رابطہ عبدالمجید
0301-7732680

راجہ
گولڈ سمتھ

یہاں پر سونے و چاندی کے زیورات
آرڈر پر اور تیار شدہ بھی دستیاب ہیں

گولڈن مارکیٹ نزد جامع مسجد احمد پور شرقیہ

احمد گولڈ سمتھ
گولڈ ٹیسٹ اینڈ لیبارٹری

فینسی زیورات کا مرکز

ہمارے ہاں سونے و چاندی کے زیورات آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں
نیز تیار شدہ بھی دستیاب ہیں

محمد ارشد 0333-6356820 احمد ارشد 0305-5837457

کوچہ جامع مسجد
صرافہ بازار احمد پور شرقیہ

حم صم آٹوز

YAMAHA CALTEX

علماء و صلحاء کیلئے خصوصی رعایت۔
0% مارک اپ آسان اقساط پر موٹر سائیکل دستیاب ہیں 0302-2136778
یہاں تمام ڈیزل و پیٹرول گاڑیوں کے آئل فروخت و تبدیل کیے جاتے ہیں

بالمقابل حافظ ہوٹل KLP روڈ احمد پور شرقیہ

New
Abdul Waheed
General Store

عبدالوحید 0302-7878487
محمد حسنین 0303-8637008

نیو عبدالوحید جنرل سٹور

ہمارے ہاں منیاری کا سامان ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے

اندرون صادق مارکیٹ احمد پور شرقیہ

عبدالقدیر
گولڈ سمتھ و نگینہ ہاؤس

عبدالقدیر
0301-7776710
مفتی ابراہیم
0301-2888439
محمد رفیق
0306-8473277

احمد پور شرقیہ میں پہلی مرتبہ خالص سونے کے زیورات شرعی
طریقہ اجرت پر تیار کرائیں۔ خسارہ و پالش نہیں لیا جائے گا

پرانی غلہ منڈی صادق بازار روڈ احمد پور شرقیہ